بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تَبٰرَکَ الَّذِیۡ نَزَّلَ الۡفُرۡقَانَ عَلٰی عَبۡدِہٖ لِیَکُوۡنَ لِلۡعٰلَمِیۡنَ نَذِیۡرَا

جمال و حُسنِ قرآں نُورِ جانِ ہر مسلماں ہے
قمر ہے چاند اوروں کا ہمارا چاند قرآں ہے

جولائی سنہ ۱۹۶۴ء

مقالات

مدیر مسئول

ابوالعطاء جالندھری

سالانہ چندہ:- چھ روپے ؛ قیمت فی پرچہ:- ۶۲ پیسے

سرورِ کونین حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف

(حضرت مرزا غلام احمد قادیانی بانی سلسلۂ احمدیہ کے عربی قصیدہ سے)

وَاِنَّ اِمَامِیْ سَیِّدُ الرُّسُلِ اَحْمَدُ

یقیناً حضرت احمد صلی اللہ علیہ وسلم میرے امام جملہ انبیاء کے سردار ہیں۔

وَلَا شَکَّ اَنَّ مُحَمَّدًا شَمْسُ الْھُدٰی

بلاشبہ محمد عربی صلے اللہ علیہ وسلم ہدایت کے آفتاب ہیں۔

لَہٗ دَرَجَاتٌ فَوْقَ کُلِّ مَدَارِجٖ

تمام نبیوں کے مدارج سے بلند آپ کے درجات ہیں۔

أَبَعْدَ نَبِیِّ اللّٰہِ شَیْءٌ یَرُوْقُنِیْ

کیا خدا کے اس برگزیدہ نبی کے بعد کوئی اور چیز میرا دل لبھا سکتی ہے؟

عَلَیْکَ سَلَامُ اللّٰہِ یَا مَرْجَعَ الْوَرٰی

اے کل مخلوقات کی جائے پناہ! تجھ پر خدا کا سلام۔

وَیَحْمَدُکَ اللّٰہُ الْوَحِیْدُ وَجُنْدُہٗ

خدائے یگانہ اور اس کے سب فرشتے تیری تعریف کرتے ہیں۔

مَدَحْتُ اِمَامَ الْاَنْبِیَاءِ وَاِنَّہٗ

بلاشبہ میں نے امام الانبیاء کی مدح کی ہے مگر دراصل آپ

دَعُوْا کُلَّ فَخْرٍ لِلنَّبِیِّ مُحَمَّدٍ

ہر فخر کامل نبی محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے مخصوص سمجھو۔

وَصَلُّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا اَیُّھَا الْوَرٰی

اے انسانو! اس عظیم نبی پر سلام اور درود بھیجتے رہو

وَوَاللّٰہِ اِنِّیْ قَدْ تَبِعْتُ مُحَمَّدًا

بخدا میں ہر قدم پر محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کر رہا ہوں۔

رَضِیْنَاہُ مَتْبُوْعًا وَرَبِّیْ یَنْظُرُ

حاضر ناظر خدا کی قسم ہے کہ ہم نے اسی کو اپنا متبوع اختیار کیا ہے۔

اِلَیْہِ رَغِبْنَا مُؤْمِنِیْنَ فَنَشْکُرُ

ہم پورے ایمان کے ساتھ آپ سے قلبی لگاؤ رکھتے ہیں اور شکرگزار ہیں

لَہٗ لَمَعَاتٌ لَا یَلِیْھَا تَصَوُّرُ

حضورؐ کی روحانی تجلیات تک انسانی تصور کی رسائی نہیں۔

أَبَعْدَ رَسُوْلِ اللّٰہِ وَجْہٌ مُنَوَّرُ

کیا اس عظیم رسول کے مقابلہ پر کوئی چہرہ روشن نظر آسکتا ہے؟

لِکُلِّ ظَلَامٍ نُوْرُ وَجْھِکَ نَیِّرُ

ہر چھوٹی بڑی تاریکی کو دور کرنے کیلئے تیرے چہرہ کا نور آفتاب درخشاں ہے

وَیُثْنِیْ عَلَیْکَ الصُّبْحُ اِذْ ھُوَ یُحْشَرُ

ہر صبح اپنے طلوع کے وقت تیری ثناخواں ہوتی ہے۔

لَاَرْفَعُ مِنْ مَدْحِیْ وَاَعْلٰی وَاَکْبَرُ

میری مدح سے بہت بلند، بہت اعلیٰ اور عظیم تر ہیں۔

اَمَامَ جَلَالَۃِ شَانِہٖ الشَّمْسُ اَحْقَرُ

آپ کی جلالتِ شان کے سامنے تو سورج بھی حقیر ترین ہے۔

وَذَرُوْا لَہٗ طُرُقَ التَّشَاجُرِ تُؤْجَرُوْا

اور اس سے کسی قسم کا اختلاف اور جھگڑا نہ کرو تم کو اجر ملے گا۔

وَفِیْ کُلِّ اٰنٍ مِنْ سَنَاہُ اُنَوَّرُ

اور میں ہر لمحہ آپ کی مبارک روشنی سے مستفید ہو رہا ہوں۔

(حمامة البشریٰ)

الفرقان ربوہ

جلد ۱۴ شمارہ خاص

ماہنامہ الفرقان ربوہ

ربیع الاول ۱۳۸۴ھ جولائی ۱۹۶۴ء

ضبطی کے بعد

احمدی احباب بالخصوص نوجوانوں کی تین عظیم ذمہ واریاں

گذشتہ سال ۱۳ ؍ اپریل ۱۹۶۳ء کو، حکومت مغربی پاکستان نے سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتاب "سراج الدین عیسائی کے چار سوالوں کا جواب" پر پابندی عائد کر دی تھی مگر الحمد للہ کہ غور و فکر کے بعد حکومت نے ڈیڑھ ماہ کے بعد ہی اس پابندی کو واپس لے لیا۔

اس سال جون ۱۹۶۴ء کے آخر میں گورنر صاحب مغربی پاکستان نے سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے رسالہ "ایک غلطی کا ازالہ" کو ضبط قرار دیدیا ہے جو نہایت ہی قابلِ افسوس امر ہے۔ ہم نے دوسری جگہ مشتہر حکومت سے اپیل کی ہے کہ وہ پھر غور کر کے اس پابندی کے حکم کو بھی منسوخ فرمائے۔ یہ امر سخت حیرتناک ہے کہ مغربی پاکستان کے صوبہ کی حکومت ان دو سالوں میں جماعت احمدیہ کے مقدس بانی علیہ السلام کی تحریرات کی ضبطی کا اقدام کر چکی ہے۔

حکومت اپنے کاموں کے لئے ملکی آئین اور آسمان و زمین کے مالک رب العالمین کے سامنے جوابدہ ہے۔ ہم اس سے زیادہ اسے کچھ نہیں کہہ سکتے۔ لیکن اپنے دردمند احمدی بھائیوں سے تین گذارشات عرض کرنا چاہتے ہیں:۔

اول۔ بھائیو! یہ آئے دن کی ضبطیوں کا سوال ہمیں متوجہ کر رہا ہے کہ کوئی فتنہ پیدا ہوا چاہتا ہے اور کوئی بڑا ابتلاء درپیش ہے اسلئے ہم سب کو خصوصیت سے آستانۂ الوہیت پر گر جانا چاہیئے کہ خدائے عزّ و جلّ جو سب طاقتوں کا مالک ہے

وہ جماعت کی حفاظت فرمائے اور ہمارے ہموطن اور ہم مذہب بھائیوں کو احمدیہ تحریک کی حقیقت سمجھنے کی توفیق بخشے آمین

دوم ۔ ہمیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی الوصیت کے مطابق پورے اتحاد اور اتفاق کے ساتھ دعوتِ حق کی طرف خاص توجہ دینی چاہیئے اور نرمی، اخلاق اور دعاؤں پر زور دیتے ہوئے کونے کونے میں پیغام احمدیت پہنچانا چاہیئے ۔ تا زیادہ سے زیادہ آدم اس آسمانی دعوت میں شامل ہو کر پرچم اسلام کو بلند کریں اور قرآن مجید کی پیشگوئی لیظھرہ علی الدین کلہ کا ظہور قریب ترین زمانہ میں ہو جائے ۔

سوم ۔ ہماری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ گورنر صاحب مغربی پاکستان کو توفیق بخشے کہ وہ جلد تر اپنی عائد کردہ پابندی کو واپس لیکر ہمارے زخمی دلوں کی دعائیں لیں ۔ لیکن اگر جلد ایسا نہ ہو سکے تو احمدی نوجوانوں اور ہماری نئی پود کا فرض ہے کہ جس طرح ہم نے مناظرات وغیرہ کیلئے حضرت مسیح موعودؑ کی کتب بالخصوص "ایک غلطی کا ازالہ" کی عبارتیں زبانی یاد کی ہوئی ہیں وہ بھی فوراً عزم کر لیں کہ وہ اس سارے رسالے کو من وعن زبانی حفظ کر لیں گے ۔ یہ چھوٹے سائز کے ساڑھے تیرہ صفحات ہیں اور قریباً ساڑھے چار ہزار (۴۵۰۰) چھوٹے بڑے الفاظ کا مجموعہ ہے ۔ اور نہایت دلکش حقائق پر مشتمل ہے جس کا زبانی یاد کرنا اور سینہ بہ سینہ منتقل کرتے چلے جانا کچھ بھی مشکل کام نہیں ۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتابوں اور تحریرات کی حفاظت ہماری ذمہ داری ہے اور یہ ہمارا مقدس فرض ہے جسے بہرحال ہم نے ادا کرنا ہے ۔ حکومت سے ہمارا کوئی مقابلہ نہیں، گر وہ کسی وجہ سے کاغذی اشاعت پر پابندی قائم رکھنا چاہتی ہے تو اس کی ذمہ داری اس پر ہے مگر کسی دینی یادداشت کو حفظ و رحفظ کے ذریعہ اپنے گھروں میں محفوظ کرنا ہمارا کام ہے ۔

اللہ تعالیٰ ہمیں ہر ابتلاء سے بچائے اور جماعت کی ترقی کے غیر معمولی سامان پیدا فرمائے ۔ آمین +

اداریہ

انجیلی اور قرآنی دعا کا موازنہ

سورۂ فاتحہ کی برتری کے متعلق پادری صاحبان کا اعتراف

اسلام کی یہ ایک جامع فضیلت ہے کہ وہ باقی ادیان سے ہر پہلو میں افضل اور برتر ہے۔ اس کی تعلیمات کو دیکھا جائے تو وہ ہر پہلو سے جامع اور افضل ہیں۔ اس کے پیش کردہ **اسوۂ حسنہ** حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زندگی پر نظر کی جائے تو آپ سب نبیوں میں بے مثال نمونہ ہیں۔ قرآنی پیشگوئیوں کو دیکھا جائے تو ان کی جامعیت اور حقانیت زندہ یقین پیدا کرنے والی چیز ہے۔ پھر قرآن مجید کی دعاؤں پر نظر کی جائے تو وہ سب مذہبی کتابوں کی دعاؤں سے بہتر اور برتر ہیں۔

عیسائی صاحبان کے ہاں جو دعا رائج ہے اور جس کا پڑھنا وہ روزانہ ضروری سمجھتے ہیں اگر اُسے سورۂ فاتحہ کے مقابلہ پر رکھا جائے تو روزِ روشن کی طرح عیاں ہو جاتا ہے کہ قرآنی دعا ہر پہلو سے بہتر اور جامع ہے اور انسانی روح کو صیقل کرنے کا کامیاب ذریعہ۔

حضرت مسیحؑ نے اپنے حواریوں سے کہا کہ تم یوں دعا مانگا کرو کہ:-

"اے ہمارے باپ تُو جو آسمان پر ہے تیرا نام پاک مانا جائے، تیری بادشاہت آئے، تیری مرضی جیسی آسمان پر پوری ہوتی ہے زمین پر بھی ہو، ہماری روز کی روٹی آج ہمیں دے اور جس طرح ہم نے اپنے قرضداروں کو معاف کیا ہے تُو بھی ہمارے قرض ہمیں معاف کر اور ہمیں آزمائش میں نہ لا بلکہ بُرائی سے بچا۔" (متی ۶/۱۰-۱۳)

اب آپ قرآن مجید کی سورۂ فاتحہ کی دعا پر توجہ فرمائیں۔ اللہ تعالیٰ نے مومنوں کو دعا سکھائی ہے کہ وہ کہیں:-

"بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ○ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○ مٰلِکِ یَوْمِ الدِّیْنِ ○ اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَاِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ ○ اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ ○ صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْھِمْ ۵ غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْھِمْ وَلَا الضَّآلِّیْنَ ○"

یعنی ہم اللہ کے نام سے جو بے انتہا کرم کرنے والا اور بار بار رحم کرنے والا ہے عرض پیرداز ہیں کہ سب تعریفوں کا مستحق وہی اللہ ہے جو سب جہانوں کو پیدا کرنے والا اور پالنے والا ہے، جس کی رحمتیں بے پایاں ہیں، جو بار بار اپنی رحمتوں سے نوازتا ہے، اور جزا و سزا کے وقت کا مالک ہے۔ اے کامل خدا! ہم صرف تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور صرف

تجھ سے ہی مدد چاہتے ہیں۔ تُو ہمیں وہ سیدھا راستہ دکھا اُس سیدھے راستے پر چلنے کی توفیق دے اور چلا کر منزلِ مقصود تک پہنچا جو راستہ اُن لوگوں کا ہے جن پر تُو نے انعام فرمایا ہے نہ اُن لوگوں کا راستہ جو مورد غضب ہوئے یا جنہوں نے ضلالت کو اختیار کیا۔"

ناظرین! ہر دو دعاؤں کا موازنہ کریں اور دیکھیں کہ:-

اوّل۔ جہاں تک اللہ تعالیٰ کی عظیم صفات کا ذکر ہے قرآنی دعا ہر طرح سے کامل ہے مگر انجیلی دعا میں یہ پہلو نظر نہیں آتا۔ ربّ العالمین کے لفظ سے اَبْ (باپ) کے لفظ کو کیا نسبت ہے؟

دوم۔ جہاں تک خالق اور مخلوق کا تعلق ہے انجیلی دعا کا بیان سراسر ناقص ہے۔ قرآن مجید کی دعا کا کتنا جامع یہ فقرہ ہے "ایاک نعبد وایاک نستعین" ہم صرف تیرے بندے ہیں اور تُو ہی ہمارا ناصر و مددگار ہے۔"

سوم۔ انجیلی دعا سے یہ مترشح ہوتا ہے کہ ابھی تک زمین پر خدا کی مرضی پوری نہیں ہوئی جس طرح آسمان پر پوری ہوتی ہے حالانکہ اللہ تعالیٰ کی مرضی آسمانوں پر اور زمینوں پر اپنی پوری شوکت اور عظمت کے ساتھ پوری ہو رہی ہے کوئی اس کے ارادہ میں روک نہیں۔ وہ فعّالٌ لما یرید ہے۔

چہارم۔ انجیلی دعا میں روز کی روٹی طلب کی گئی ہے اور اس بناء پر قرضوں کی معافی کی درخواست کی گئی ہے کہ ہم نے اپنے قرضداروں کو بخش دیا ہے پھر زیادہ سے زیادہ بُرائی سے بچنے اور آزمائش میں نہ ڈالے جانے کی درخواست ہے مگر اس کے بالمقابل قرآنی دعا میں ان تمام روحانی اور دنیوی نعمتوں کے لئے درخواست کی گئی ہے جو منعم علیہم لوگوں کو ملتی رہی ہیں۔ بُرائی سے بچنا ایک منفی خوبی ہے مگر نعمتوں سے بہرہ یاب ہونا ایک مثبت کمال ہے اور قرآنی دعا میں اللہ تعالیٰ کی تمام روحانی نعمتوں کے دوام کی بھی درخواست کی گئی ہے۔ پس قرآن مجید کی دعا سے انجیلی دعا کو کوئی نسبت ہی نہیں۔ ہر شخص جس میں ذرہ بھی مذہبی درد و گداز پایا جاتا ہے وہ ایک نظر میں قرآنی دعا کی فضیلت اور برتری کا اندازہ کر سکتا ہے۔

اب ہم صرف دو بڑے عیسائیوں کی آراء سورۃ فاتحہ کے متعلق درج ذیل کرتے ہیں:-

(۱) جرمن مستشرق نولڈیک انسائیکلوپیڈیا برٹینیکا کے نویں ایڈیشن میں سورۃ فاتحہ کے ذکر پر لکھتے ہیں:-

"یہ مسلمانوں کی الہامی دعا ہے جو خدا کے حضور کی جاتی ہے اور یہ مسلّم اور ناقابلِ تردید امر ہے کہ قرآن مجید کا خلاصہ ہے اس سورت کے جو سورۃ الفاتحہ کے نام سے موسوم ہے حسب ذیل الفاظ ہیں۔ (الفاظ کے بعد) یہ اس قدر واضح اور سادہ جذبات ہیں کہ تشریح کی ضرورت نہیں۔ آج تک یہ ایک بامعنی اور پُرمغز دعا ہے۔" (جلد ۱۶ صفحہ ۶۰۰)

(۲) پادری ایس ایم پال صاحب اپنے رسالہ "سلطان التفاسیر"

کے اخیر پر "سورہ فاتحہ کی شان" کے عنوان کے ماتحت لکھتے ہیں:-

"سورۃ فاتحہ اپنے حقیقی مفہوم کے
اعتبار سے نہایت شاندار سورۃ ہے۔
اس کے ہر جملہ سے خدا کی خدائی، اس کی
عظمت اور برتری، اس کے رحم اور فضل
کی عالم گستری، اس کے بندوں کی طرف
سے عجز و نیازمندی، اطاعت و فرمانبرداری
اور حقیقی دعا واضح طور پر ظاہر ہوتی ہے۔ ڈاکٹر
ویری صاحب نے اپنی انگریزی تفسیر القرآن
میں کیا ہی خوب لکھا ہے کہ سورۃ فاتحہ کی
اس کے حقیقی مقصد کے لحاظ سے کوئی
مسیحی تعریف کئے بغیر نہیں رہ سکتا۔
یہ اوّل سے آخر تک ایک مخلصانہ دعا
ہے جس کو مسیحانہ طور پر ادا کیا گیا ہے
ہر ایک شخص اس کے جواب میں آمین
کہہ سکتا ہے"۔ میں کہتا ہوں کہ صرف
آمین نہیں بلکہ اس کو وِرد کر سکتا
ہے"۔ (صفحہ ۲۸)

بالآخر ہم عیسائی دوستوں کو دعوت دیتے ہیں کہ وہ خدارا ٹھنڈے دل سے اسلام کی خوبیوں پر نظر ڈالیں انجیل اور قرآن پاک کا موازنہ کریں۔ انجیلی دعا اور قرآنی دعا پر غور فرمائیں تاکہ اللہ تعالیٰ اُن پر کھول دے کہ مسیحیوں کیلئے قرآن مجید پر بھی ایمان لانا ضروری ہے، وہ اِس ایمان سے سراسر فائدہ میں رہیں گے اور انہیں اسی دنیا میں حقیقی نجات (تعلق باللہ) نصیب ہو جائے گا +

سورۂ فاتحہ کے فضائل

(شمس الاطباء جناب حکیم محمد صدیق صاحب فاضل)

لاریب سورہ فاتحہ اُمّ الکتاب ہے
سارے کلام پاک کا لبِّ لباب ہے

تعداد میں تو سات ہی آیات ہیں مگر
مضمون کے لحاظ سے پوری کتاب ہے

الفاظ مختصر ہیں مضامیں ہیں بے شمار
یہ طرزِ اختصار بڑی لاجواب ہے

حسنِ کلام کا یہ نمونہ ہے بے مثال
قرآن کے یہ علمِ فصاحت کا باب ہے

یہ آئینہ ہے پرتوِ ربِّ قدیر کا
اس طور پر وہ حسنِ ازل بے حجاب ہے

گلزارِ آسماں کی یہ تازہ بہار ہے
قرآن کے چمن کا شگفتہ گلاب ہے

قرآں کی روشنی کا خزانہ اسی میں ہے
قرآں کے آسمان کا یہ آفتاب ہے

ملکِ بقا کے شاہ کا یہ تخت و تاج ہے
اس کے حسین چہرہ کی یہ آب و تاب ہے

اس ملکِ دیں کے شاہوں کی عظمت نہ پوچھئے
اس کا تو اک فقیر بھی عزت مآب ہے

ظاہر ہے اس کلام کے طرزِ بیان سے
قولِ بشر نہیں ہے یہ نطقِ وہاب ہے

فیصلہ کن تحریری مناظرہ کی دعوت

مسیح کی صلیبی موت کا دعویٰ سراسر باطل ہے

عیسائیت اور اسلام میں فیصلہ کن مسئلہ!

یسوع مسیح کی صلیبی موت کا عقیدہ موجودہ عیسائیت کی بنیاد اور اساس ہے۔ اسلام کے ظہور کے وقت عیسائیت اپنی بگڑی ہوئی شکل میں ہی موجود تھی۔ وہ مسیح کی صلیبی موت کو برملا بطور عقیدہ اختیار کر چکی تھی۔ قرآن مجید نے حضرت مسیح کی صلیبی موت کی تردید فرما کر عیسائیوں کے عقیدہ کفارہ کی جڑھ اکھاڑ دی اور ان کے مذہب کی بنیاد کو متزلزل کر دیا۔

عیسائی لوگ ظہورِ اسلام سے لے کر آج تک اِس بات پر بضد ہیں کہ قرآن مجید کا بیان درست نہیں بلکہ ان کے نزدیک مسیح علیہ السلام کا صلیب پر مرنا اور عیسائیوں کے گناہوں کا کفارہ ہو جانا ایک حقیقت ہے۔ عیسائی رسالہ اخوّت لکھتا ہے:۔

"مسیح یسوع کے کئی سو سال بعد، یا دو ہزار سال بعد، آنے والا کوئی شخص اگر یہ دعویٰ کرے کہ مسیح یسوع کو صلیبی موت کا واقعہ پیش نہیں آیا تھا تو اس کو یہ بات بھی معلوم ہو کہ اِس دنیا میں کبھی کوئی ایسا مسیح یسوع عیسیٰ ابن مریم ہرگز پیدا نہیں ہوا جس کو صلیبی موت کا واقعہ پیش نہیں آیا تھا۔" (جون ۱۹۶۴ء صفحہ ۵)

پس بلاشبہ یہ درست ہے کہ اگر یہ ثابت ہو جائے کہ یسوع مسیح کی صلیبی موت کا دعویٰ غلط ہے تو عیسائیوں کی موت واقع ہو جاتی ہے اور موجودہ عیسائیت کا باطل مذہب ہونا بالکل واضح ہو جاتا ہے۔ درحقیقت یہی وہ کسرِ صلیب ہے جس کا وعدہ احادیثِ نبویہ میں دیا گیا ہے اور جسے محض اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس بیسویں صدی مسیحی میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک غلام حضرت میرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام نے پورا کر دکھایا ہے۔ اور روزِ روشن کی طرح ثابت کر دیا ہے کہ عیسائیوں کا یہ دعویٰ کہ مسیح صلیب پر مر گئے تھے سراسر بے دلیل اور بے ثبوت دعویٰ ہے بلکہ تاریخی اور واقعاتی شواہد اس بات کو ثابت کر رہے ہیں کہ حضرت مسیح کی موت صلیب پر ہرگز واقع نہیں ہوئی بلکہ آپ صلیب سے بچ کر اسرائیل کی گمشدہ بھیڑوں کو پیغامِ حق پہنچاتے ہوئے بالآخر کشمیر میں اپنی طبعی موت سے فوت ہوئے اور محلہ خانیار

(بقیہ ۲۸ پر)

رسالہ "ایک غلطی کا ازالہ" پر پابندی

حکومتِ مغربی پاکستان سے آئین و انصاف کے نام پر پُرزور اپیل

اخبارات میں اعلان ہوا ہے کہ حکومت مغربی پاکستان نے سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا اشتہار "ایک غلطی کا ازالہ" مرقومہ ۵ نومبر سنہ ۱۹۰۱ء ضبط کر لیا ہے۔ ہمارا یقین ہے کہ حکومت نے محض کسی غلط فہمی کی بنا پر ایسا کیا ہے ورنہ یہ کیونکر ہو سکتا ہے کہ آج ترسیٹھ سال کے بعد اس اشتہار کو جو لاکھوں کی تعداد میں شائع ہو چکا ہے اور جس کی وجہ سے کبھی کوئی ادنیٰ سی فرقہ وارانہ چپقلش بھی نہیں ہوئی، اسے حکومت مغربی پاکستان جانتے بوجھتے ضبط کر لے۔ اسلئے ہم گورنر مغربی پاکستان سے درخواست کرتے ہیں کہ وہ اپنے اس حکم کو جلد تر واپس لیکر انصاف کے تقاضہ کو پورا فرمائیں۔

جماعت احمدیہ حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ کو مسیح موعود مانتی ہے۔ آپ کو قرآن مجید اور احادیث نبویہ کے ماتحت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اُمتی نبی یقین کرتی ہے۔ آپ کی تحریرات اور کتابوں کو ایک مقدس ورثہ سمجھتی ہے جن کی حفاظت اور اشاعت اسکے ذمہ ہے۔ وہ کتابیں مجموعی طور پر اسلام کی صحیح تشریح ہیں۔ اسلئے ان میں سے کسی کی ضبطی صریح طور پر جماعت احمدیہ کے مذہبی اور آئینی حقوق میں مداخلت ہے جس سے دل زخمی ہوتے ہیں اور زبانوں اور قلموں پر شکایت کا آنا لازمی ہے۔

رسالہ "ایک غلطی کا ازالہ" حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ کے دعویٰ کی مستند تشریح ہے جسکی ضبطی کے یہ معنے ہیں کہ حکومت مغربی پاکستان جماعت احمدیہ کو دینی علم اور ایک مذہبی معاملہ کی مستند تشریح سے محروم کرنا چاہتی ہے جو آئین پاکستان کی کھلی خلاف ورزی ہے۔ حضرت بانیٔ سلسلہ ہمیشہ تصریح فرماتے رہے ہیں کہ مجھ پر جو روحانی فیوض ہوئے ہیں وہ بلاواسطہ نہیں بلکہ آسمان پر ایک پاک وجود ہے جس کا روحانی افاضہ میرے شاملِ حال ہے یعنی محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم۔ یہی جماعت احمدیہ کا عقیدہ ہے۔ رسالہ "ایک غلطی کا ازالہ" اسی اصولی اعلان کی تشریح ہے۔ اس سے اندازہ ہو سکتا ہے کہ ایسے

رسالہ کو ضبط کرنا مذہبی آزادی، تقریر و تحریر کی آزادی پر سراسر ناروا پابندی عائد کرنا ہے ہم حکومت مغربی پاکستان سے پرزور اپیل کرتے ہیں کہ وہ فوری طور پر توجہ فرما کر اس پابندی کو واپس لے لے۔

جماعت احمدیہ ایک تبلیغی جماعت ہے۔ وہ غیر مسلموں میں اسلام کی اشاعت کے لئے کمربستہ ہے۔ پاکستان اور بیرون پاکستان دنیا بھر کے ممالک میں جماعت احمدیہ کے مجاہدین اسلام کی اشاعت کے لئے ہمہ تن مصروف ہیں۔ مسلمان کہلانے والے فرقوں میں احیاء و تجدید دین کی تحریک کو کامیاب کرنے کے لئے جملہ غلط فہمیوں کا ازالہ نہایت ضروری ہوتا ہے۔ مسیح موعود کا اُمتی نبی ہونا اُمت کے جملہ فرقوں کا اجماعی عقیدہ ہے۔ مگر بعض مخالف علماء حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ پر یہ الزام لگا کر کہ آپ نے ایسی نبوت کا دعویٰ کیا ہے جو اسلام کے خلاف اور نعوذ باللہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابلہ پر ہے منافرت انگیزی کرتے ہیں رسالہ "ایک غلطی کا ازالہ" اس بارے میں حضرت بانیٔ سلسلہ کی ایک قطعی اور واضح ترین دستاویز ہے جس سے یہ الزام پورے طور پر دور کر دیا گیا ہے۔ کیا اس رسالہ پر پابندی عائد کر کے حکومت مغربی پاکستان مخالفین احمدیت کے غلط الزام کے ازالہ کے قانونی حق سے ہمیں محروم کرنا چاہتی ہے؟ کیا یہ انصاف پرستی اور آئین پاکستان کے مطابق ہے؟ کیا جمہوریت اور آزادیٔ مذہب اسی کا نام ہے؟

جماعت احمدیہ ایک آئین پسند اور وفادار جماعت ہے۔ حکومت سے تعاون کرنا اس کا بنیادی نظریہ ہے۔ ایسی وفاشعار اور امن پسند جماعت کے دلوں کو بلاوجہ مجروح کرنا اور لاکھوں احمدیوں کو جو دنیا کے مختلف ممالک میں آباد ہیں قلبی اذیت پہنچانا ہرگز دانشمندی نہیں۔ معلوم ہوتا ہے کہ یہ صورت حال محض غلط فہمی سے پیدا ہوئی ہے اسلئے ہم حکومت سے مؤدبانہ درخواست کرتے ہیں کہ وہ جلد تر اس پابندی کے حکم کو منسوخ فرمائے۔

اللہ تعالیٰ سے دُعا ہے کہ وہ حکومت کو حق و انصاف کے قیام کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

تحریکِ احمدیّت اور بہائیّت

علّامہ اقبال کے تاثر کی تحقیق!

چٹان کے مضمون کا جواب

جناب وقار انبالوی نے "اقبال اور عصری تحریکات" کے عنوان سے ہفت روزہ چٹان (لاہور) میں ایک مضمون شائع فرمایا ہے۔ فاضل نامہ نگار یہ بتانا چاہتے تھے کہ "عصری تحریکات نے اقبال کے فکر و وجدان کو اور اقبال کے فکر و وجدان نے عصری تحریکات کو کس حد تک متاثر کیا ہے" مگر ان کا مضمون پڑھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ اپنے اس مقصد میں سخت ناکام ہوئے ہیں۔

علامہ اقبال کو تحریکِ احمدیت سے جو لگاؤ تھا اُس کے بیان کرنے میں جناب وقار انبالوی کو سخت غلطی لگی ہے اور انہوں نے نادانستہ طور پر علّامہ اقبال کو احمدیت کا مخالف ثابت کرتے کرتے انہیں **بہائیت کی آغوش** میں جا گرایا ہے۔ حالانکہ علّامہ پر شروع سے جس ماحول نے اثر کیا تھا اُسی کے ماتحت آپ نے اپنے مدراس کے لیکچروں میں فرمایا تھا کہ:۔

> "ہندوستان میں مسلمانوں کی عمرانی رفتار کو بنگاہِ غور دیکھنے سے اِس **حقیقت** کا انکشاف ہوتا ہے جو قوم کے اخلاقی تجربہ کے مختلف خطوط کا نقطۂ اتصال ہے۔ پنجاب میں اسلامی **سیرت کا ٹھیٹھ نمونہ** اس جماعت کی شکل میں ظاہر ہوا ہے جسے فرقہ **قادیانی** کہتے ہیں۔" (کتابچہ ملّتِ بیضاء پر ایک عمرانی نظر صفحہ ۱۷-۱۸)

علّامہ اسی عقیدہ پر قائم اور اسی حقیقت کو تسلیم کرتے رہے مگر بعد ازاں کچھ "سیاسی مصلحتوں" کی وجہ سے علّامہ نے اپنی زندگی کے آخری حصہ میں بعض ناقابلِ رشک اقدام کئے تھے جن کے متعلق کچھ کہنے کی ضرورت نہیں۔ جناب وقار انبالوی لکھتے ہیں :۔

> "مذہبی حلقوں میں انہوں (اقبال) نے پہلے **قادیانی تحریک کے متعلق بڑے اچھے الفاظ** میں اظہارِ خیال کیا اور اس تحریک سے وابستہ حضرات آج بھی فخر و غرور کے ساتھ حضرت علامہ کے ان ارشادات کو اپنے حق میں سند کے طور پر پیش کرتے ہیں لیکن جب بہائی مبلغین لاہور آئے تو خصوصاً علّامہ محمود زرقانی حضرت علّامہ اقبال رح کے مہمان ہوئے اور مناظروں کے نتیجہ میں اس وقت کے کئی مشہور قادیانی زعماء و مبلغ

دینِ بہائی میں داخل و شامل ہو گئے (ان میں سے
دو آج بھی زندہ و سلامت ہیں۔ ایک مولوی مہر محمد خاں
شہاب جو آجکل بمبئی میں ہیں۔ دوسرے سید
محفوظ الحق علمی جو لاہور میں ہیں) تو علامہ اقبالؒ
نے قادیانی تحریک کا مطالعہ[1] نئے نقطۂ
نظر سے کیا اور بہائیت سے اس کے تقابلی
مطالعہ کے بعد کہا کہ بہائی اپنے دعویٰ
میں زیادہ مخلص ہیں (؟)۔ بہائی حضرات
آج بھی اپنی محفلوں میں اس دَور کا ذکر بڑے
اطمینان و فخر سے کرتے ہیں۔ ان کا دعویٰ ہے کہ
حضرت علامہ اقبالؒ اس دَور میں اس عصری تحریک
سے بہت متاثر تھے۔ ان کے نہ صرف یہ دو شعر

۱۔ آفتاب تازہ پیدا بطن گیتی سے ہوا
آسماں ڈوبے ہوئے تاروں کا ماتم کب تلک

۲۔ آئینِ نو سے ڈرنا طرزِ کہن پہ اڑنا
منزل یہی کٹھن ہے قوموں کی زندگی میں

اسی زمانے کی یادگار ہیں بلکہ حضرت علامہ نے
قرۃ العین کے بارے میں اسی زمانے میں وہ نظم کہی
تھی جو جاوید نامہ میں شامل ہے اور قرۃ العین
طاہرہ کا بہائی تحریک میں جو مقام ہے وہ اس
امر سے ظاہر ہے کہ تنسیخ شریعت اسلامیہ
کی محرک یہی خاتون ہے۔ باب نے تو
البیان میں "ضرب اعناق و حرق اوراق" کا
صرف اشارہ ہی کیا تھا لیکن دشت کی کانفرنس
میں شریعت اسلامیہ کی تنسیخ قرۃ العین
نے ہی کی تھی اور اس پر بہائی علماء دنگ
رہ گئے تھے۔" (ہفت روزہ چٹان ۲۰ اپریل
۱۹۶۴ء ص ۸)

جناب وقار صاحب کے اس اقتباس میں کئی غلط
امور جمع ہو گئے ہیں۔ ہم تسلیم کرتے ہیں کہ علامہ اقبال
کے خیالات میں سیاسی مصلحتوں کی بناء پر کچھ تبدیلی واقع
ہو گئی تھی مگر یہ بیان ہرگز درست نہیں کہ بہائی مبلغین
کے لاہور آنے پر کچھ مناظرات ہوئے جن کے نتیجہ میں مہر محمد خاں
صاحب اور مولوی محفوظ الحق صاحب نے بہائیت کو
اختیار کر لیا۔ واقعہ یہ ہے کہ ان میں سے آخر الذکر بہائی
اثرات کو لے کر احمدیت میں داخل ہوئے تھے اور انہوں
نے بہائیوں کے طریق، اندرونی وسوسہ اندازی کے ذریعہ
مہر محمد خاں صاحب کو بھی متاثر کیا۔ ان کی مخفی ریشہ دوانیوں
کا علم ہونے پر انہیں ۹؍مارچ ۱۹۲۴ء کو جماعت سے علیحدہ
کر دیا گیا۔ (الفضل ۲۱ مارچ ۲۴ء) پھر البیان اور
قرۃ العین کے قول میں بھی وقار صاحب نے تقدیم و تاخیر
کر دی ہے۔

علامہ اقبال کے بارے میں بہائیت سے متاثر ہونے
کا جو بیان اس اقتباس میں مذکور ہے اگر اسے درست سمجھا
جائے اور ان کے دونوں شعروں کو اسی تاثر کا آئینہ قرار

---

[1] الفرقان۔ علامہ کا یہ مطالعہ بہائیت کے متعلق سراسر سطحی
تھا یہی وجہ ہے کہ وہ جناب بہاء اللہ کو مدعیٔ نبوت قرار
دیتے ہیں حالانکہ بہائیت نبوت کے دَور کو منقطع قرار دیکر
بہاء اللہ کو الوہیت کے تخت پر بٹھاتی ہے۔

دیا جائے تو ماننا پڑے گا کہ علامہ اقبال قرۃ العین طاہرہ
کی طرح اسلامی شریعت کو منسوخ قرار دیتے تھے۔ اور اگر
بقول جناب وقار انبالوی اُن کا یہی آخری عقیدہ تھا تو علامہ
کو مسلمان کہنا ناممکن ہو جائے گا۔ کیونکہ جو شخص اسلامی
شریعت کو منسوخ سمجھتا ہے وہ قطعاً مسلمان نہیں ہو سکتا۔
پس ہمارے نزدیک وقار صاحب نے علامہ اقبال کو بہائیت
سے "بہت متاثر" قرار دے کر علامہ کے ساتھ کسی دوستی کا اظہار
نہیں فرمایا۔ شاعر کے شعروں کو یونہی بہائیت کی نئی شریعت
کے ساتھ وابستہ کرنا ہمارے نزدیک شاعر پر ظلم ہے اور
ہم نہیں سمجھتے کہ علامہ نے ان شعروں میں گویا شریعتِ اسلامیہ
کو "ڈوبے ہوئے تاروں" کی مانند اور بہائی شریعت کو
"آفتابِ تازہ" قرار دیا ہو۔ ان شعروں کی مذکورہ بالا
توجیہہ غمازی کرتی ہے کہ جناب وقار انبالوی خود بہائیت
زدہ ہیں۔

واضح رہے کہ ہم علامہ اقبال کے بہائی قرار دیئے
جانے کا دفاع کرنا اپنا منصب نہیں سمجھتے لیکن ہمارے
نزدیک پاکستان کے عظیم شاعر کے ساتھ یہ سخت ناانصافی
ہے کہ اُن کے شاعرانہ زور میں لکھے ہوئے بعض اشعار کی بناء پر
انہیں بہائیوں کے عقیدہ نسخِ شریعتِ محمدیہ کا حامی قرار دیا جائے۔
جہاں تک بہائی تحریک اور تحریکِ احمدیت کا تعلق
ہے یہ دونوں سراسر متضاد تحریکیں ہیں۔ بہائی تحریک اس بنیاد
پر قائم ہے کہ قرآنی شریعت منسوخ ہے اور اس کی بجائے
باب یا بہاء اللہ کی بنائی ہوئی شریعت جاری ہونی چاہیئے۔
اور احمدیہ تحریک اس عقیدہ پر قائم ہے کہ:۔

"قرآن شریف کے بعد کسی کتاب کو قدم
رکھنے کی جگہ نہیں کیونکہ جس قدر انسان کی
حاجت تھی وہ سب کچھ قرآن شریف بیان
کر چکا۔۔۔۔ خدا اس شخص کا دشمن
ہے جو قرآن شریف کو منسوخ کی
طرح قرار دیتا ہے اور محمدی
شریعت کے برخلاف چلتا ہے
اور اپنی شریعت چلانا چاہتا
ہے۔" (چشمہ معرفت صفحہ ۳۲۳، ۳۲۴)

یاد رہے کہ علامہ اقبال کا تحریکِ احمدیت سے متاثر
ہونا اس قدر واضح اور عیاں ہے کہ کوئی شخص اس کا انکار
نہیں کر سکتا۔ ہم بتا چکے ہیں کہ محفوظ الحق صاحب علمی اور
مہر محمد خان صاحب کا جماعت احمدیہ سے اخراج ۱۹۲۷ء
میں ہوا تھا۔ ہمارا دعویٰ ہے کہ علامہ اقبال اس کے بعد بھی
تحریکِ احمدیت سے متاثر رہے ہیں۔ ۱۹۳۱ء میں کشمیر کمیٹی کی
تشکیل ہوئی جس کے صدر ہمارے امام ہمام حضرت میرزا
بشیر الدین محمود احمد صاحب ایدہ اللہ بنصرہ تھے اور علامہ
اقبال اس مجلس کے ایک رکن تھے۔ یہ تو احراری لیڈروں
کی سیاسی کوششوں کی کامیابی قرار دینی چاہیئے کہ انہوں نے
علامہ اقبال کو دوسرے ڈگر پر ڈال دیا۔ یہ بات ہم نہیں کہتے
بلکہ احراری لیڈر اس کا برملا اعلان کر رہے ہیں۔ احرار
کی تازہ کتاب "رئیس الاحرار" میں احراری لیڈر مولوی حبیب الرحمٰن
صاحب لدھیانوی کا بیان شائع ہوا ہے کہ ڈاکٹر اقبال کو ہم
نے "مرزائیت کے چنگل سے نجات" دی تھی۔ ان کا پورا بیان
حسب ذیل ہے:۔

"حضرت شاہ صاحب (جناب مولوی

انور شاہ صاحب نے تحریکِ خلافت
کے زمانے سے لے کر تحریکِ احرار کے
زمانے تک میری اور سید عطاء اللہ شاہ
بخاری کی سرپرستی فرمائی۔ قادیانیوں کے
بارے میں جماعت احرار کا نقطۂ نظر
اسلام میں ختمِ نبوت کی بنیادی اہمیت
سمجھانے کے لئے سر ڈاکٹر اقبال سے
ملاقات کی۔ ڈاکٹر اقبال کو اپنا ختمِ نبوت
کا رسالہ پڑھ کر سنایا۔ اس کے فوراً
بعد ہی ڈاکٹر اقبال نے کشمیری کمیٹی کی
ممبری سے استعفاء دے دیا جس کے
صدر مرزا بشیرالدین محمود قادیانی تھے۔
اس طرح ڈاکٹر اقبال نے مرزائیت کے
چنگل سے نجات پائی اور اسلام کے صحیح
اعتقادات پر عقیدہ رکھنے کی ڈاکٹر صاحب
کو توفیق حاصل ہوئی۔ اس کے بعد ڈاکٹر
صاحب نے قادیانیوں کے خلاف مضامین
لکھے۔ اور اکثر ملاقاتوں میں ڈاکٹر اقبال
کہا کرتے تھے کہ علم و فضل میں شاہ صاحب
سے بڑا شخص میری نظر سے نہیں گزرا۔"

(کتاب رئیس الاحرار صفحہ ۱۰۱)

پس علامہ اقبال کی مخالفت احمدیت محض ایک سیاسی مسئلہ ہے۔ ان کے بعد کے بیانات بھی اسی نہج پر تھے ورنہ جہاں تک احمدیت کے عقائد کا سوال ہے علامہ اُن کی معقولیت کے آخر تک قائل رہے تھے۔ وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العلمین +

جماعت احمدیہ کے لئے ضروری نصائح

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

"نمازوں کو سنوار کر پڑھو کیونکہ ساری
مشکلات کی یہی کنجی ہے اور اسی میں
ساری لذات اور خزانے بھرے ہوئے
ہیں۔ صدق دل سے روزے رکھو،
صدقہ و خیرات کرو، درود و استغفار
پڑھا کرو، اپنے رشتہ داروں سے
نیک سلوک کرو، ہمسایوں سے مہربانی سے
پیش آؤ، بنی نوع بلکہ حیوانوں پر بھی رحم
کرو، ان پر بھی ظلم نہ چاہیئے۔ خدا سے
ہر وقت حفاظت چاہتے رہو کیونکہ ناپاک
اور نامراد ہے وہ دل جو ہر وقت خدا کے
آستانہ پر نہیں گرا رہتا۔ وہ محروم کیا
جاتا ہے۔ دیکھو اگر خدا ہی حفاظت نہ
کرے تو انسان کا ایک دم گزارہ نہیں۔
زمین کے نیچے سے لے کر آسمان کے
اُوپر تک کا ہر طبقہ اس کے دشمنوں کا
بھرا ہوا ہے اگر اسی کی حفاظت
شاملِ حال نہ ہو تو کیا ہو سکتا ہے۔ دعا
کرتے رہو کہ اللہ تعالیٰ ہدایت پر کاربند
رکھے۔ (ملفوظات جلد پنجم صفحہ ۱۳)

بارگاہِ احدیت میں التجاء

پانی کر دے عُلومِ قرآں کو!

(سیدنا حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ کا پُر معرفت کلام)

دستِ کوتہ کو پھر درازی بخش
خاکساروں کو سرفرازی بخش

جیت لوں تیرے واسطے سب دل
وہ ادا ہائے جاں نوازی بخش

پانی کر دے علومِ قرآں کو
گاؤں گاؤں میں ایک رازی بخش

رُوح فاقوں سے ہو رہی ہے نڈھال
ہم کو پھر نعمتِ حجازی بخش

بُتِ مغرب ہے ناز پر مائل
اپنے بندوں کو بے نیازی بخش

جھوٹ کو چاروں شانے چت کر دیں
مومنوں کو وہ راستبازی بخش

رُوحِ اقدام و دُور بین نگاہ
قلبِ شیر و نگاہِ بازی بخش

پائے اقدس کو چُوم لوں بڑھ کر
مجھ کو تُو ایسی پاک بازی بخش

سرگرانی میں عمر گزری ہے
سروری بخش سرفرازی بخش

کُفر کی چیرہ دستیوں کو مٹا
دستِ اسلام کو درازی بخش

سیّد الانبیاءؑ کی اُمّت کو
جو ہوں غازی بھی وہ نمازی بخش

ہوں جہاں گرد ہم بھی پھر پیدا
سندباد اور پھر جہازی بخش

میرے محمود بن مرا محمود
مجھ کو تُو سیرتِ ایازی بخش

شیعیت کے متعلق ضروری اور تازہ حوالہ جات

حاصلِ مطالعہ

مشہور شیعہ عالم جناب محمد حسین آل کاشف الغطاء نے ماضی قریب میں ایک کتاب "اصل الشیعۃ واصولھا" شائع کی تھی جس میں شیعوں پر کئے گئے اعتراضات کے جواب دیئے گئے ہیں۔ اس کتاب کا اردو ترجمہ ایک شیعہ عالم سید ابن حسن صاحب نجفی نے کیا ہے۔ جو "**اصل و اصولِ شیعہ**" کے نام سے رضا کار بک ڈپو لاہور سے شائع ہوا ہے شیعیت کو سمجھنے کے لئے اس اردو کتاب کے حرف بحرف اقتباسات ذیل توجہ سے پڑھے جائیں گے ——— (ایڈیٹر)

(۱) قرآن کریم ہر قسم کی تحریف سے پاک ہے

"وہ کتاب جو اس وقت مسلمانوں کے ہاتھوں میں ہے یہ وہی ہدایت نامہ ہے جسے پروردگارِ عالم نے معجزہ بنا کر نازل کیا اور اس کے ذریعہ احکامِ دین کی تعلیم دی۔ نہ اس میں کوئی کمی ہوئی نہ زیادتی۔ مسلمانوں میں جو لوگ تحریف کے قائل ہیں وہ خطا پر ہیں کیونکہ اس اعتقاد سے نصِ کتاب اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّکْرَ وَ اِنَّا لَهٗ لَحَافِظُوْنَ کی تردید ہوتی ہے۔" (اصل و اصول شیعہ صفحہ ۸۲)

(۲) شیعہ کس حدیثِ رسولؐ کو مانتے ہیں؟

"اگر حدیثِ رسولؐ اہل بیت اطہار کی وساطت سے ملیگی تو لائق اعتبار، ورنہ ناقابلِ تسلیم، غیر معتبر۔ ابوہریرہ، سمرہ بن جندب، مروان بن حکم، عمران بن حطان خارجی اور عمرو بن عاص وغیرہم کی روایات کی ہمارے ہاں کوئی وقعت نہیں۔" (صفحہ ۹۰)

(۳) حدیث کے ظاہری الفاظ اور شارع کے مقصد میں اختلاف

"بسا اوقات یہ بھی دیکھا گیا ہے کہ حدیث کا ظاہری مطلب کچھ۔ اور شارع کا مقصد و منشاء کچھ اَور ہوتا ہے۔" (صفحہ ۸۹)

(۴) شیعہ اور اجتہاد

"خیال رہے کہ شیعہ مذہب میں اجتہاد کا دروازہ کھلا ہوا ہے۔" (صفحہ ۳۲)

(۵) شیعہ اور قیاس

"شیعہ کبھی قیاس پر عمل نہیں کریں گے۔" (صفحہ ۹۰)

(۶) دنیا کبھی بھی نبی یا وصی کے وجود سے خالی نہیں ہوتی

"امامیہ شیعوں کا عقیدہ ہے کہ خلاقِ عالم صفحۂ گیتی کو کبھی کسی نبی یا وصی کے وجود سے خالی نہیں رکھتا۔ عام اس سے کہ یہ حجت ظاہر ہو یا غائب۔" (صفحہ ۱۲۴)

(۷) نبی اور امام کا مقام

(الف) "شیعی نقطۂ نظر کے مطابق امامت، نبوت کی طرح منصب الٰہی ہے جس طرح خداوند عالم اپنے بندوں میں سے جسے چاہتا ہے نبوت و رسالت کے جلیل القدر عہدہ کے لئے منتخب کرتا ہے۔ اسی طرح امامت کے معاملے میں بھی کسی کو کوئی اختیار نہیں۔ خود رب العزت نبی کو حکم دیتا ہے کہ وہ شخص منتخب کی امامت کا اعلان کردے۔ پیغمبر حسب الحکم فرائض شریعت کی تکمیل کے لئے نص کے ذریعے اس چنی ہوئی ہستی کو خلق کا پیشوا بنا دیتا ہے۔ نبی اور امام میں فرق صرف یہ ہے کہ نبی پر وحی نازل ہوتی ہے اور امام خصوصی توفیق کے ساتھ رسول سے احکام حاصل کرتا ہے۔" (ص۶۳)

(ب) "انبیاء کی طرح ائمہ بھی معصوم ہوتے ہیں" (ص۶۵)

(ج) "شیعوں نے ان ارکان کے ساتھ ایک اور رکن بڑھا کر پانچ اصول کر دیئے یہ بنیادی مسئلہ عقیدۂ امامت ہے۔" (ص۶۲)

(۸) مومن اور مسلمان کی تعریف خاص اور عام معنوں میں

"اگر کوئی شخص امامت کا قائل ہو تو وہ شیعی روایات کے لحاظ سے خاص معنوں میں مومن کہلاتا ہے اور اگر ان ہی چار ارکان کا مقر ہو جو عام مسلمانوں کا مرکز اعتقاد ہیں تو اسے عام معنوں میں مسلم و مومن کہیں گے۔" (ص۶۴)

(۹) شیعوں کے اصول دین

"انہیں اصول دین سے موسوم کیا جاتا ہے اور ان کی تعداد پانچ ہے (۱) توحید (۲) نبوت (۳) امامت (۴) عدل (۵) معاد۔" (ص۶۹)

(۱۰) شیعوں کے سو (۱۰۰) فرقے

"خیال رہے کہ تمام شیعہ امامیہ نہیں ہیں کیونکہ لفظ شیعہ کا اطلاق زیدیہ، اسماعیلیہ، واقفیہ اور فطحیہ وغیرہم پر بھی ہوتا ہے۔ اور یہ تو وہ فرقے ہیں جو مسلمانوں میں شامل ہیں لیکن اگر ہم دامن نظر کو ذرا اور پھیلا دیں تو بہت سے ایسے فرقے بھی ملیں گے جو دائرۂ اسلام سے قطعاً خارج ہیں مگر پھر بھی شیعہ کے نام سے موسوم ہیں مثلاً خطابیہ وغیرہ۔ اور اس طرح سو (۱۰۰) بلکہ اس سے بھی کچھ زیادہ فرقوں کی فہرست تیار ہو جائے گی۔" (ص۶۵)

(۱۱) شیعوں کا عقیدۂ رجعت

(الف) "خداوند عالم ایک گروہ کو دوبارہ زندگی عطا کرے گا یہ کونسا محال کام ہے۔" (ص۴۷)

(ب) "عقیدۂ رجعت لازمۂ تشیع نہیں البتہ اس کا اقرار ضروری سمجھا جاتا ہے۔ بالکل اسی طرح جیسے اسلامی حلقوں میں اخبار غیب، علامات قیامت مثلاً حضرت عیسیٰؑ کی آمد اور خروج دجال وغیرہ کا اعتبار ہے لیکن نہ یہ باتیں عین اسلام ہیں نہ ان کا انکار اسلام سے خارج ہونے کا سبب

اور نہ ہی ان کا مجرد اعتراف کسی کے مسلمان ہونے کی دلیل۔ یہی کیفیت عقیدۂ رجعت کی ہے۔" (ص۳۰)

(۱۲) شیعوں کے ہاں اقسام جہاد

"مذہب شیعہ میں اس کی دو قسمیں ہیں جہادِ اکبر۔ جہادِ اصغر۔ اس باطنی دشمن کا مقابلہ جسے نفس کہتے ہیں اور اس کے بُرے اثرات یعنی جہالت، بزدلی، جور و جفا اور رشک و نخوت وغیرہ سے برسرِ پیکار ہونا جہادِ اکبر ہے۔ .... جہادِ اصغر سے مراد اس ظاہری دشمن کی مدافعت ہے جسے عدل و انصاف، امن و شرافت اور دین و حقیقت سے بَیر ہو۔" (ص۱۰۲)

(۱۳) حج بیت اللہ کے شرائط

"بلوغ، عقل، آزادی بالخصوص استطاعت، صحتِ بدن اور اطمینانِ راہ اس (حج) کے عمومی شرائط ہیں۔" (ص۱۰۱)

(۱۴) شیعہ سامرہ کے تہ خانے میں کیوں جاتے ہیں؟

"سرداب کو غیبت سے کوئی علاقہ ہی نہیں .. اثنا عشری حضرات تو اسلئے سامرہ کے تہ خانے کی زیارت کو جاتے ہیں کہ یہ امام ہمام کی تہجد کی جگہ تھی۔" (ص۹۹)

(۱۵) متعہ کو سوائے شیعوں کے کوئی جائز نہیں سمجھتا

"عقود زواج یعنی ازدواجی معاہدے ہمارے ہاں ان معاہدوں کی دو قسمیں ہیں (۱) عقد دوام (۲) عقد منقطع۔ عقد دوام کہتے ہیں اس نکاح کو جو مطلق و مرسل ہو۔ بالفاظِ دیگر اس میں کسی وقت وغیرہ کی شرط موجود نہ ہو... .... عقد منقطع کا مفہوم یہ ہے کہ وہ مقید و موقت ہو یعنی اس میں کسی مدت کا لحاظ رکھا جائے.... (اسے) نکاح متعہ بھی کہا جاتا ہے سوائے شیعوں کے اور کوئی جائز نہیں سمجھتا۔ صرف شیعہ ہی اس کی مشروعیت کے قائل ہیں۔" (ص۱۰۵)

(۱۶) شیعوں کے مخصوص حلال و حرام

(الف) "آبی جانوروں میں سوائے چھلکوں والی مچھلی کے اور کوئی چیز حلال نہیں۔ مچھلی کے انڈے بھی مچھلی ہی کے حکم میں ہیں۔"

(ب) "خرگوش ناجائز ہے۔"

(ج) "مور، بھڑیں اور مماکھی یہ سب ناجائز ہیں۔"

(د) "وہ کوا جو نباتات کھاتا ہو جائز ہے اور مُردار کھانے والا حرام ہے۔" (ص۱۴۰)

(۱۷) شیعوں کے مخصوص احکام وراثت

"زوجہ کو اراضی مزروعہ وغیر مزروعہ پر کوئی حق نہیں۔ اسی طرح جائیداد غیر منقولہ میں سے اسے عمارتوں اور درختوں کی صرف قیمت بقدر حصہ ادا ہوگی اصل پر قبضہ نہیں دیا جائے گا۔ ان دو مسائل میں شیعہ منفرد ہیں اور ائمہ معصومین کے اقوال سے ان نظریات کو قوت حاصل ہے۔" (ص۱۳۱)

(۱۸) شیعوں کا مسئلہ بداء ایک بھید ہے

"صحیح نظریہ بداء جس کے شیعہ قائل ہیں وہ تو آلِ محمد

کے اسرار و رموز میں شامل ہے۔" (صــ ۱۵۴)

(۱۹) خلفائے ثلاثہ کے دور میں شیعہ فرقہ

"خلفائے ثلاثہ کے دور میں اس فرقہ نے بحیثیتِ فرقہ اُبھرنے کی کوشش نہیں کی البتہ دوستانِ علی رضی ہر حکمران کے طریقِ کار اور زمانے کے بدلتے ہوئے حالات کا خاموش مطالعہ کرتے رہے یہاں تک کہ قوم نے خود ہی علی رضی کو منتخب کر لیا۔" (صــ ۴۴)

(۲۰) تقیہ کب حرام ہوتا ہے؟

"شیعہ حضرات جس تقیہ کے قائل ہیں وہ صرف انہی سے مختص نہیں بلکہ یہ ایک عقلی ضرورت اور فطری تقاضہ ہے .... اگر باطل کو قوت پہنچے، اُمت گمراہ ہونے لگے اور جور و ستم میں شدت پیدا ہونے کا اندیشہ ہو تو پھر تقیہ حرام ہے" (صــ ۱۵۶/۱۵۷)

(۲۱) اوصیاء کے پاس شریعت کے پوشیدہ احکام

"بہت سے حکم ایسے بھی تھے جن کی تعلیم نہیں دی جا سکی خواہ اس وجہ سے کہ ان کے لئے موقع نہ تھا یا اسلئے کہ پیغمبر کے زمانے میں ان ضوابط کی ضرورت نہیں پڑی۔ اور یہ بھی ممکن ہے کہ کسی مصلحت کی بناء پر عام نہ کئے گئے ہوں اسی لئے کچھ احکام مشہور ہو گئے اور کچھ مستور رہے لیکن نبی کریم نے ان پوشیدہ احکام کو اپنے اوصیاء کے سپرد فرما دیا۔ بعد ازاں ہر وصی اپنے جانشین کو بتاتا رہا کہ حسب اقتضائے زمانہ اور مناسبتِ وقت ان کی اشاعت کرتے رہیں۔" (صــ ۴۸)

(۲۲) حضرت عیسیٰؑ کی ایک پیشگوئی

"حضرت عیسیٰؑ کو یہ تو معلوم تھا کہ دولہا شبِ زفاف مر جائیگا مگر نہیں جانتے تھے کہ واقعہ کے ظہور پذیر ہونے کیلئے صدقہ نہ دینا شرط ہے۔ چنانچہ اتفاقاً دلہا کی ماں نے خیرات دیدی اور وہ بچ گیا۔ جب یہ حقیقت مسیح کے سامنے پیش ہوئی تو آپ نے فرمایا تم لوگوں نے اسکی طرف سے تصدق کر دیا ہوگا۔ صدقہ تمام بلاؤں کو رد کرتا ہے" (صــ ۱۵۵/۱۵۶)

(۲۳) ایک وقت کی تین طلاقیں ایک ہی طلاق ہے

"فقہ جعفری میں طلاق ثلاث ایک ہی طلاق تسلیم کی جاتی ہے پس اگر کوئی شخص ایک ہی نشست میں اپنی بیوی کو تین مرتبہ طلاق دیدے تو وہ ہمیشہ کیلئے اس پر حرام نہیں ہوتی۔ بغیر حلالہ کے اس کا رجوع کر لینا جائز ہے۔" (صــ ۱۲۵)

(۲۴) مسلمان کون ہے؟

"توحید، نبوت اور معاد اسلام کے تین بنیادی رکن ہیں اگر کوئی شخص ان ارکان میں سے کسی رکن کا منکر ہے تو نہ وہ مسلم ہے نہ مومن اور اگر ان ارکان پر ایمان لے آئے تو حسب ارشاد باری مَنْ اٰمَنَ باللّٰہِ ورسُولہٖ والیومِ الآخر اس کا شمار مسلمانوں میں ہوگا اور اسے مسلمانوں کے جملہ حقوق حاصل ہوں گے۔" (صــ ۶۱)

(۲۵) مؤلف کی آخری دعاء

"آخر میں ہماری دعا ہے کہ برادرانِ اسلام شکوک و شبہات کی دنیا سے نکل کر پرچمِ قرآن کے سایہ میں ایک نظر آئیں اور اپنی عظمتِ رفتہ کو دوبارہ حاصل کرنے میں کامیاب ہوں۔" (صــ ۱۵۷)

الفرقان ہم نے فاضل آل کاشف الغطاء کے اصل الفاظ (حسب ترجمہ شیعہ صاحبان) پیش کر دیئے ہیں۔ ان **اقتباسات** میں بہت سے مسائل درج ہیں۔ ہم آج صرف آخری دعا کے بارے میں یہ کہنا چاہتے ہیں کہ واقعی مسلمان فرقوں کے اتحاد کی یہی راہ ہے کہ وہ پرچمِ قرآن کے سایہ میں اکٹھے ہو جائیں ورنہ مخالفِ قرآن روایات نے تو اُمت کا شیرازہ بکھیر دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ سب مسلمانوں کو سمجھ و توفیق [illegible]

شذرات

(۱) علماء سے نئی پود کیوں برگشتہ ہو رہی ہے؟

جناب شورش کاشمیری مدیر ہفت روزہ چٹان پوچھتے ہیں کہ:۔

"آخر کیا وجہ ہے کہ علماء کا وقار عوام الناس میں اجتماعی طور پر ختم ہو رہا ہے اور نئی پود مذہبی طبقہ سے بُری طرح برگشتہ ہوتی جا رہی ہے۔"

(چٹان لاہور ۲۲ رجون ۱۹۶۴ء)

پھر خود ہی جناب شورش صاحب وجہ بتلاتے ہوئے لکھتے ہیں کہ:۔

(الف) "اس گروہ میں حسد کی جو فراوانی ہے وہ اللہ کی کسی دوسری مخلوق میں نہیں پائی جاتی۔"

(ب) "یہ صرف آپس میں لڑ سکتے ہیں یا مسلمانوں کو ہاتھا پائی پر لگا سکتے ہیں خود روحِ اسلام سے قطعاً نابلد ہیں۔"

(ج) "ان کے ظاہر و باطن میں فرق ہے۔ ان کے طرزِ عمل سے لوگوں کے برگشتہ ہونے کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ جو کہتے ہیں کرتے نہیں اور جو کرتے ہیں وہ کہتے نہیں۔"

(چٹان ۲۲ رجون ۱۹۶۴ء)

یاد رہے کہ مدیر چٹان نے اپنے اس افتتاحیہ کا عنوان "اسلام پر رحم کیجئے" رکھا ہے جو ہر لحاظ سے موزون عنوان ہے۔

(۲) باب کی خودکشی کی کوشش

بہائیوں کا رسالہ بہائی میگزین لاہور راوی ہے کہ:۔

"حضرت باب نے فرمایا شک نہیں ہے کہ کل مجھے قتل کریں گے میں اس بات کو ترجیح دیتا ہوں کہ دشمنوں کی بجائے اپنے کسی دوست کے ہاتھ سے قتل ہو جاؤں۔ تم میں سے کوئی ہے جو اُٹھے اور اس میری زندگی کا خاتمہ کر دے۔" (جولائی ۱۹۶۴ء ص۱۱)

سوال یہ ہے کہ کیا خدا کے مقرب بندے اسی طرح مایوس ہو کر خودکشی کا طریق اختیار کیا کرتے ہیں؟ اہل اللہ کے ہاں تو مشہور مقولہ ہے ع مترس از بلائے کہ شب درمیان است مگر بابیوں کے پیشوا کا طریق نرالا تھا۔

باب نے عالمِ یاس میں کہہ تو دیا کہ تم میں سے کوئی مجھے قتل کر دے مگر جب مرزا محمد علی نوری "تعمیل ارشاد" کرنے لگے تو جناب باب نے بات کا رُخ ہی بدل دیا۔

تعجب ہے کہ ایک طرف ایسی روایات وضع کی جاتی ہیں کہ گولیوں کا باب پر اثر نہ ہوتا تھا اور دوسری طرف قدرتہائے ربِ قدیر پر ان کے ایمان کا یہ حال ہے؟ کتنا جلیل الشان اور صاحبِ عظمت و شوکت ہمارا وہ برگزیدہ رسول (صلے اللہ علیہ وسلم) تھا جس نے اس سے کہیں زیادہ

ہولناک حالت میں اپنے ساتھی ابوبکرؓ سے فرمایا تھا

لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا

ہاں وہ کتنا زبردست یقین و ایمان کا مالک نبی تھا جس نے کسریٰ ایران کے نمائندوں سے کہہ دیا تھا کہ جاؤ آج رات میرے خدا نے تمہارے خدا کو قتل کروا دیا ہے اور ایسا ہی ہوا۔ صلی اللہ علیہ وسلم۔

(۳) محترم صدرِ مملکت اور سابق چیف جسٹس صاحب کے دو بیان

سابق چیف جسٹس جناب محمد منیر صاحب نے "یادگار ایام" مقالہ میں لکھا ہے کہ:-

"آجکل جو یہ دلیل دی جاتی ہے کہ پاکستان کا مطالبہ اسلئے کیا گیا تھا کہ مسلمان اسلامی اصولوں کے مطابق اپنی زندگی گزار سکیں کسی کے ذہن میں بھی نہیں تھا"

(نوائے وقت ۱۴ر جولائی ۱۹۶۲ء)

مگر صدرِ مملکت پاکستان نے ایران میں تقریر کرتے ہوئے کل ہی فرمایا ہے کہ:-

"پاکستان کا قیام اسلامی نصب العین کی بنیاد پر عمل میں لایا گیا تھا۔" (نوائے وقت ۱۴ر جولائی ۱۹۶۲ء ص۱)

معلوم ہوتا ہے کہ جناب محمد منیر صاحب بہت سے امور کو بھول رہے ہیں صدرِ مملکت کی صراحت کے بعد "یادگار ایام" کی تصحیح ضروری ہے۔

(۴) اناجیل کی صحیح حیثیت

مسیحی رسالہ اخوت لاہور لکھتا ہے کہ:-

"خداوند یسوع مسیح کی زندگی کے سارے حالات کی جو تصویر انجیل میں موجود ہے صرف وہی اصلی اور حقیقی ہے کیونکہ اس کو ان لوگوں نے لکھا تھا جو شروع سے مسیح کو خود دیکھنے والے تھے"۔ (جون ۱۹۶۲ء ص۵)

حالانکہ صدہا اناجیل میں سے صرف چار کو بلا وجہ ترجیح دیکر منتخب کر لینا اصولاً غلط تھا۔ پھر ان چاروں میں بھی صدہا اختلافات موجود ہیں جس سے ظاہر ہے کہ یہ تین چار سال کے مختصر واقعات بھی صحیح طور پر ضبط نہیں کئے جا سکے۔ یہ دعویٰ بھی بے بنیاد ہے کہ "شروع سے مسیح کو دیکھنے والے" ان اناجیل کے لکھنے والے ہیں۔ لوقا خود کہتا ہے کہ:-

"چونکہ بہتوں نے اس پر کمر باندھی ہے کہ جو باتیں ہمارے درمیان واقع ہوئیں ان کو ترتیب وار بیان کریں جیسا کہ انہوں نے جو شروع سے خود دیکھنے والے اور کلام کے خادم تھے انہیں ہم کو پہنچایا"۔ (۱:۱-۲)

صاف ظاہر ہے کہ لوقا وغیرہ انجیل نویس سُن سُنا کر باتیں جمع کرتے تھے۔ گویا اناجیل انسانی روایات کا ایک مجموعہ ہیں خود دیکھنے والوں نے ہرگز نہیں لکھیں۔ یہی وجہ ہے کہ ان روایات میں بکثرت اختلاف موجود ہے۔

(۵) تورات و انجیل کے متعلق عیسائی عقیدہ

اخوت (لاہور) لکھتا ہے کہ:-

"تورات، زبور اور انجیل مقدس کسی وقت کتاب کی شکل میں آسمانی عرش پر موجود

نہ تھیں۔ ان کتابوں کے لفظ بلفظ آسمان
سے نازل ہونے کا عقیدہ صرف اہلِ اسلام
ہی کا ہے اہلِ کتاب کا نہیں ہے۔"
(جون ۱۹۶۴ء)

جب اہلِ کتاب خود اپنی کتابوں کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے لفظ بلفظ نازل شدہ نہیں مانتے تو مسلمانوں پر ان محرّف شدہ کتابوں کو آسمانی الہامی صحیفے ماننے کی کوئی پابندی نہیں ہے۔ اہلِ کتاب کے نزدیک تورات، زبور اور انجیل شروع سے ہی انسانی تصوّرات ہیں، انسانی روایات ہیں۔

اہلِ اسلام کا عقیدہ یہ ہے کہ بنیادی طور پر یہ کتابیں الہامی ہیں مگر چونکہ یہ ہمیشہ رہنے والی نہ تھیں اسلئے ان کی حفاظت کا وعدہ نہ ہوا اور نہ ہی وہ انسانی دست برد سے محفوظ رہ سکیں۔ صرف قرآن مجید ہی وہ پاک کلام ہے جو لفظ بلفظ اللہ تعالیٰ کا کلام ہے اور محفوظ ہے اور محفوظ رہے گا۔

ظاہر ہے کہ جب اہلِ کتاب کے نزدیک تورات اور انجیل لفظ بلفظ خدا کا کلام نہیں تو انہوں نے تسلیم کر لیا کہ ان میں انسانی کلام ہے اور خلط ملط ہو گیا ہے اسی لئے یہ کتابیں واجب التسلیم نہیں رہیں۔

(۶) ذرا ذرا بُو کس چیز کی آتی ہے؟

حیدر آباد کے رسالہ الرحیم میں شاہ محی الدین صاحب لکھتے ہیں کہ:۔

"ماہ نامہ الرحیم بابت ماہ مارچ میں حافظ عباد اللہ صاحب کا ایک مضمون نبوت ذریہ نظر آیا۔ اس مضمون سے ذرا ذرا بُو آتی ہے کیونکہ ہمارے بعض بزرگوں نے ایسی وایاتیں چھوڑی ہیں جن سے منکرین ختمِ نبوت سہارا لئے رہے ہیں۔ آخر کار حافظ صاحب نے یہ کہہ کر جان چھڑالی کہ ابن عربی مقامِ نبوت کو صحیح طرح معلوم نہ کر سکے۔" (مئی ۱۹۶۴ء)

سوال یہ ہے کہ اس مضمون سے ذرا ذرا بُو کس چیز کی آتی ہے؟ جب بزرگانِ سلف نے غیر تشریعی نبوت کا امکان تسلیم کیا ہے تو اسے تسلیم کر لینا چاہیئے۔ یہ تو کوئی جواب نہیں کہ "ابن عربی مقامِ نبوت کو صحیح طرح معلوم نہ کر سکے"۔ سچ ہے اپنی خواہش کے خلاف حق کا قبول کرنا سخت مشکل ہے۔

(۷) حضرت داؤد اور حضرت سلیمانؑ دین کے مجدد تھے

حضرت شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلویؒ کی کتاب حجۃ اللہ البالغہ کا اقتباس ہے کہ:۔

"حظیرۃ القدس میں بھی اللہ تعالیٰ کا یہ فیصلہ نافذ ہو جاتا ہے کہ لوگ اس نبی کی اتباع کریں۔ اس کی شکل یا تو یہ ہوتی ہے کہ یہ وقت کسی سلطنت کے ظہور کا ہوتا ہے۔ ایسے وقت میں اللہ تعالیٰ کسی ایسے شخص کو مبعوث فرماتا ہے، جو ظہور ہونے والی سلطنت کے لوگوں میں دین کو قائم کرے جیسے کہ ہمارے پیغمبر صلعم کی بعثت ہوئی۔ یا یہ کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک کسی قوم کا بقا اور دوسری قوم کے مقابلے میں اس کو برگزیدہ بنانا مقدر ہو چکا ہے جیسے کہ

سیدنا موسیٰ کی بعثت۔ یا یہ کہ کسی ملک کی
قوت اور اس کے دین کے نظام کو زندہ
رکھنا مقصود ہے۔ اس صورت میں دین
کا مجدد مبعوث کیا جاتا ہے جیسے کہ
حضرت داؤدؑ اور حضرت سلیمانؑ وغیرہم۔"
(ماہنامہ الرحیم مئی ۱۹۶۴ء صفحہ ۳)

معلوم ہوا کہ حضرت داؤدؑ اور حضرت سلیمانؑ غیر تشریعی
نبی تھے۔ اور غیر تشریعی نبی اور مجدد میں منافات نہیں ہے۔
پس اُمتِ محمدیہ کے مجددین میں سے کسی کو اگر اللہ تعالیٰ غیر تشریعی نبی
قرار دے تو اس میں کوئی استبعاد نہیں۔

(۸) باؤنڈری کمیشن میں جماعت احمدیہ اور چوہدری ظفر اللہ خان کی بہادرانہ جدوجہد

تحقیقاتی عدالت مشتمل بر سابق چیف جسٹس محمد منیر و جسٹس
ایم۔ آر کیانی مرحوم کی تاریخی رپورٹ کا قابلِ توجہ اقتباس
ملاحظہ فرمائیے۔ لکھا ہے کہ:-

"مشروط تقسیم کے ماتحت قادیان پاکستان
میں شامل کیا گیا تھا لیکن ضلع گورداسپور میں (جہاں
قادیان واقع ہے) مسلمان صرف ایک فیصدی کی
اکثریت میں تھے اور اس ضلع کی مسلمان آبادی زیادہ تر
تین شہروں میں جمع تھی جن میں سے ایک قادیان تھا۔
لہذا قادیان کے آخری شمول کے متعلق اندیشے
محسوس کئے جانے لگے۔ اور چونکہ احمدی اس کو
ہندوستان میں شامل کرنے کا مطالبہ نہ کر سکتے تھے
لہذا ان کے لئے اس کے سوا اور کوئی چارہ باقی نہ
رہا تھا کہ اس کو پاکستان میں شامل کرانے کے لئے
جدوجہد کریں۔ **احمدیوں کے خلاف
معاندانہ اور بے بنیاد الزامات
لگائے گئے ہیں** کہ باؤنڈری کمیشن کے فیصلے
میں ضلع گورداسپور اسلئے ہندوستان میں شامل
کر دیا گیا کہ احمدیوں نے ایک خاص رویہ اختیار
کیا اور **چوہدری ظفر اللہ خان** نے
جنہیں **قائداعظم** نے اس کمیشن کے سامنے مسلم لیگ
کا کیس پیش کرنے پر مامور کیا تھا خاص قسم کے دلائل
پیش کئے۔ لیکن **عدالتِ ہذا کا صدر** جو اس کمیشن
کا ممبر تھا اس بہادرانہ جدوجہد پر تشکر و
**امتنان کا اظہار کرنا اپنا فرض سمجھتا ہے
جو چوہدری ظفر اللہ خان نے گورداسپور
کے معاملے میں کی تھی۔ یہ حقیقت باؤنڈری
کمیشن کے کاغذات میں ظاہر و باہر ہے**
اور جس شخص کو اس مسئلے سے دلچسپی ہو وہ شوق سے
اس ریکارڈ کا معائنہ کر سکتا ہے۔ چوہدری ظفر اللہ خان
نے **مسلمانوں کی نہایت بے غرضانہ خدمات
انجام دیں**۔ ان کے باوجود بعض جماعتوں نے عدالت
تحقیقات میں ان کا ذکر جس انداز میں کیا ہے وہ **شرمناک
ناشکرے پن کا ثبوت ہے**۔" (رپورٹ تحقیقاتی عدالت
برائے تحقیقات فسادات پنجاب ۱۹۵۳ء صفحہ ۲۰۹)

ناظرین کرام! اگر اسقدر شاندار خراجِ تحسین ادا کرنیوالا سابق جسٹس
محمد منیر یہ لکھنے لگ جائے کہ "احمدیوں نے جو موقف اختیار کیا وہ گورداسپور کے
معاملے میں ہمارے لئے خاصی پریشانی کا موجب بن گیا۔" (مشرق ۲۵ جون ۱۹۶۴ء) [illegible]

رفقاءِ مسیح موعودؑ پر لفظِ صحابہ کا اطلاق

قرآن مجید اور احادیثِ نبویہ کی تصریحات

اخبار الاعتصام کے اعتراض کا جواب

فاضل مدیر الاعتصام لاہور لکھتے ہیں کہ :-

"اصطلاحِ شریعت میں صحابہ کا لفظ صرف ان بزرگوں کے ساتھ مخصوص ہے جو براہِ راست رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے رفقاء اور تربیت یافتہ تھے۔ ان کے سوا کسی دوسرے شخص کو خواہ وہ کتنا ہی نیک اور متقی و پرہیزگار ہو صحابی کے لفظ سے نہیں پکارا جائے گا۔"

اس اصول کو قائم کرنے کے بعد جناب مدیر موصوف تحریر فرماتے ہیں:-

"ہم قادیانی حضرات سے پوچھنا چاہتے ہیں کہ آپ کی پوزیشن اس معاملہ میں کیا ہے؟ آپ عام طور پر انہیں (مرزا صاحب کو) امتی نبی کہا کرتے ہیں اگر وہ امتی نبی تھے تو ان کے ساتھیوں کو صحابی کس بناء پر کہا جائے گا۔ جبکہ آنحضرتؐ کے رفقاء عظام کے سوا کسی دوسرے کے لئے یہ لفظ استعمال نہیں کیا جا سکتا حتیٰ کہ آنحضرت کے صحابہ کے شاگرد اور ان کے شاگرد بھی اس لفظ کے استعمال کا استحقاق نہیں رکھتے۔ حالانکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے زمانہ کو بہترین زمانہ (خیر القرون) قرار دیا ہے اور اگر مرزا صاحب امتی نبی نہیں تھے بلکہ مستقل نبی تھے تو میرزائیوں کا کوئی تعلق مسلمانوں سے نہ رہا۔ یہ ایک مستقل نبی کی ایک مستقل امت ٹھہرینگے اس صورت میں یہ دائرہ اسلام سے خارج قرار پائیں گے۔" (الاعتصام ۳ جولائی سنہ ۶۴ء)

ہمیں فاضل مدیر الاعتصام سے سو فیصدی اتفاق ہے کہ حضرت میرزا صاحب کو ہم امتی نبی ہی مانتے ہیں مستقل نبی نہیں مانتے کیونکہ آپ نے خود اعلان فرما دیا ہے کہ :-

"میں مستقل طور پر کوئی شریعت لانیوالا نہیں ہوں اور نہ ہی مستقل طور پر نبی ہوں۔"

مزید فرمایا کہ :-

"اب بجز محمدی نبوت کے سب نبوتیں بند ہیں۔ شریعت والا نبی کوئی نہیں آسکتا اور بغیر شریعت کے نبی ہو سکتا ہے مگر وہی جو پہلے اُمتی ہو۔"

(تجلیاتِ الٰہیہ صفحہ ۲۵)

پھر ہمیں فاضل مدیر صاحب سے اس بارے میں بھی سو فیصدی اتفاق ہے کہ مستقل نبی کی فی الواقع مستقل امت ہوتی ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد جو شخص مستقل نبوت

کا دعویٰ کرے وہ اور اس کی امت واقعی دائرہ اسلام
سے خارج ہوگی۔ ہماری پوزیشن یہ ہے کہ ہم حضرت
میرزا صاحب کو امتی نبی مانتے ہیں نہ کہ مستقل نبی۔ ہاں اب
فاضل مدیر الاعتصام کے سوال کہ "اگر میرزا صاحب امتی
نبی تھے تو ان کے ساتھیوں کو صحابی کس بنا پر کہا جائے گا؟"
کے جواب میں عرض ہے کہ:۔

اوّل۔ قرآن مجید سورہ جمعہ ع میں بتایا گیا ہے کہ نبی کریم
صلی اللہ علیہ وسلم اُمّیّین میں مبعوث ہوئے۔ آپ
نے ان کو احکامِ الٰہی سے آگاہ فرمایا، کتاب وحکمت
سکھائی اور ان کا تزکیہ نفوس فرمایا۔ آگے فرمایا
وَآخَرِينَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوا بِهِمْ کہ صحابہ
میں سے ایک دوسری جماعت ہے جن میں بھی
آپ ہی مبعوث ہوں گے یا جن کی تعلیم وتربیت بھی
آپ ہی فرمائیں گے۔ یہ آیت آخرین کو صحابہ کا
حصّہ قرار دیتی ہے۔

صحیح بخاری اور مسلم میں روایت ہے فلما
نزلت وَآخَرِينَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوا بِهِمْ
قالوا مَن هؤلاء یا رسول اللہ قال وفینا
سلمان الفارسی قال فوضع النبی صلی اللہ
علیہ وسلم یدہ علی سلمان ثم قال لو کان
الایمان عند الثریا لناله رجال من هؤلاء
(کتاب مشکوٰۃ المصابیح صفحہ ۵۷۶) کہ جب آیت وَ
آخرین منهم لما یلحقوا بهم نازل ہوئی تو
صحابہؓ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! یہ کون لوگ ہیں۔
راوی (حضرت ابوہریرہؓ) کہتے ہیں کہ اس وقت حضرت
سلمان فارسی بھی ہمارے درمیان موجود تھے حضورؐ
نے حضرت سلمانؓ پر ہاتھ رکھ کر جواباً فرمایا کہ اگر
ایمان ثریا پر بھی ہوگا تب بھی اسے ان (فارسی الاصل
لوگوں) میں سے کچھ لوگ پالیں گے۔"

اس حدیثِ نبویؐ سے عیاں ہے کہ آخرین
منھم کے مصداق فارسی الاصل لوگ ہوں گے۔
دوسری حدیث میں حضورؐ ارشاد فرماتے ہیں:۔ انّہ
سیکون فی آخر هذه الامة قوم لهم مثل
اجر اوّلهم یأمرون بالمعروف وینهون
عن المنکر ویقاتلون اهل الفتن کہ
اُمّتِ محمدیہ کے آخری حصّہ میں ایک جماعت ہوگی
جنہیں اوّلین صحابہ کی طرح اجر وثواب ملے گا۔ وہ
نیکی کا حکم دیں گے، بدی سے منع کریں گے اور اسلام
کے خلاف فتنے پیدا کرنے والوں کا مقابلہ کریں گے۔"
(مشکوٰۃ المصابیح صفحہ ۵۸۴)

ایک تیسری حدیث میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم
فرماتے ہیں:۔ کیف تهلك امة انا اولها و
عیسی بن مریم آخرها (کنز العمال جلد ۷ صفحہ ۲۰۳)
کہ وہ اُمت کس طرح ہلاک ہوسکتی ہے جس کے اوّل
میں میں ہوں اور آخر میں عیسیٰ بن مریم (مسیح موعود) ہیں
ان تینوں احادیث کی روشنی میں ماننا پڑیگا کہ امتِ محمدیہ کے آخری
حصّہ میں صحابہ کی طرح امر بالمعروف ونہی عن المنکر کرنیوالی جماعت
مسیح موعود کی جماعت ہے اور یہی جماعت قرآنی نص وآخرین منھم
کے مطابق **صحابہ کا حصّہ** ہے۔ اشارتاً یہ بھی پتہ لگ گیا کہ مسیح موعود
جو ان آخرین منھم کا بانی ہوگا وہ فارسی الاصل ہوگا جو ایمان واسلام کو

دوبارہ قائم کریگا۔ اب جب یہ واضح ہوگیا کہ مسیح موعود کی جماعت صحابہؓ کا ہی حصہ ہے نص قرآنی اس پر دلالت کرتی ہے تو آپ ہی بتلائیں کہ ان لوگوں کو صحابہ کہنے میں کیا حرج ہے؟ آپ یونہی خواہ مخواہ ناراض ہوتے ہیں۔ دیکھنے والی بات صرف یہ ہے کہ آیا حضرت عیسیٰ علیہ السلام وفات پاگئے ہیں اور حدیث نبوی امامکم منکم کے مطابق امت محمدیہ میں سے ہی مسیح موعود ہونیوالا تھا اور آیا فی الواقع حضرت مرزا صاحب وہی مسیح موعود ہیں؟ اگر یہ باتیں ثابت ہوجائیں ــــ اور ہمارے نزدیک آفتاب نصف النہار کی طرح ثابت ہیں ــــ تو پھر یہ کوئی سوال نہیں کہ مسیح موعود پر ایمان لانیوالوں کو صحابہ کیوں کہتے ہو؟ قرآن و حدیث کی رُو سے ان کا نام صحابہ ہی ہے وہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا ہی آخری حصہ ہیں۔ کیا آپ لوگ یہ چاہتے ہیں کہ ہم قرآن مجید اور احادیث نبویہ کو ترک کردیں؟

(۲) فاضل مدیر الاعتصام چونکہ اہلحدیث ہیں اسلئے انکی خدمت میں عرض گذارش ہے کہ یہ صرف ہمارا اجتہاد ہی نہیں کہ حضرت مسیح موعودؑ کے ساتھیوں کو صحابہ کہہ سکتے ہیں بلکہ خود سرور کائنات محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم نے بتصریح فرمادیا ہے کہ مسیح موعود کے رفقاء کا نام اصحاب ہے۔ دیکھئے صحیح مسلم کی طویل روایت میں آنیوالے مسیح موعود کے متعلق چار مرتبہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

(۱) یحصر نبی اللہ و اصحابہ۔ کہ مسیح موعود نبی اللہ اور اسکے صحابہ محصور ہوجائیں گے

(۲) فیرغب نبی اللہ عیسیٰ و اصحابہ۔ پھر عیسیٰ نبی اللہ اور اسکے اصحاب اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہوں گے۔

(۳) ثم یھبط نبی اللہ عیسیٰ و اصحابہ۔ تب اللہ تعالیٰ کے نبی مسیح موعود اور اس کے صحابہ کوچ کریں گے۔

(۴) فیرغب نبی اللہ عیسیٰ و اصحابہ۔ اسوقت مسیح نبی اللہ اور اسکے صحابہ اللہ تعالیٰ کے حضور دعا کریں گے۔ (مشکوٰۃ المصابیح صفحہ ۴۷۴)

اہلحدیث دوستوں سے خصوصاً اور باقی مسلمانوں سے عموماً عرض ہے کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آنیوالے مسیح موعود کے ساتھیوں کو **اصحاب** قرار دیدیا اور مسیح موعود کو **نبی اللہ** کے لفظ سے یاد فرمایا ہے اور ظاہر ہے کہ مسیح موعود بہرحال بغیر نئی شریعت کے اور آنحضرت کا **اُمتی نبی** ہی ہوگا تو ماننا پڑیگا کہ امتی نبی مسیح موعود کے ماننے والوں کو خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے **اصحاب** اور **صحابہ** قرار دیا ہے۔ پس یہ کہنا غلط ٹھہرا کہ "اصطلاح شریعت" کی رُو سے مسیح موعود کے متبعین کو صحابہ نہیں کہہ سکتے۔ اصطلاح شریعت تو خود شارع علیہ السلام کے الفاظ سے بنتی ہے اور حضورؐ فرماتے ہیں کہ مسیح موعود کے ماننے والے نبی اللہ کے **اصحاب** ہوں گے۔

بھائیو! آپ یہ کہہ سکتے ہیں کہ ہمارے نزدیک عیسیٰ بن مریم آسمانوں پر خاکی جسم کے ساتھ دو ہزار برس سے زندہ ہیں اور بغیر کھانے پینے کے زندہ ہیں اور جوان کے جوان زندہ ہیں اور ہمیں انہی کے اُترنے کا انتظار ہے ہم تو انہی کو مسیح موعود مانیں گے اور انہی کے ساتھیوں کو **صحابہ** کہا کریں گے۔ آپ لوگ یہ کہہ سکتے ہیں مگر یہ بات تو طے ہوگئی کہ اُمت کے آخری حصہ میں مومنوں کی ایک جماعت پر صحابہ کا لفظ اطلاق پذیر ہوگا۔ اور آپ کا اعتراض تو غلط قرار پاگیا؟ دوسرے یہ سوال ہے کہ جب ہم احمدیوں کے نزدیک حضرت مسیح بن مریم علیہ السلام ازروئے قرآن مجید فوت ہوگئے ہیں اور آنے والا مسیح موعود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اُمتی ہی ہے تو پھر کیا وجہ ہے کہ نص حدیثی کے مطابق مسیح موعود کے پہلے اتباع پر لفظ **صحابہ** اور **اصحاب** کا اطلاق نہ کیا جائے؟

آپ ہم سے وفات مسیح علیہ السلام کا ثبوت لیجئے اور بات کو ختم کیجئے۔

جب حضرت مسیح موعودؑ کے ساتھی صحابہ کا آخرین کا گروہ

(باقی صفحہ [illegible] پر)

اہلِ مغرب کے نئے مذہبی زاویے

(جناب ڈاکٹر خلیل احمد صاحب ناصر پروفیسر ۔ ڈبلیو پوسٹ کالج نیویارک امریکہ)

(۱) بائیبل اور نظریۂ ارتقاء

اہلِ مغرب نے مادی علوم میں بے شک تحیر خیز ترقی کی ہے لیکن نئی تہذیب نے اُن کے قدیم مذہبی عقائد پر بھی ایک کاری ضرب لگائی ہے۔ سائنس کے نئے انکشافات، ایٹمی دَور کی آمد اور عالمِ خلاء میں انسان کی کامیاب پرواز کے نتیجہ میں عیسائی محققین اور مذہبی راہنما مجبور ہوئے کہ وہ عیسائیت کے عقائد کو اس رنگ میں پیش کریں کہ مذہب اور سائنس کے درمیان کشمکش نظر نہ آئے۔ اگر ایک زمانہ میں بالعموم مسلّمہ عیسائی عقیدہ یہ تھا کہ بائیبل مکمل طور پر لفظاً و معناً الہامی ہے تو اب اکثر فرقوں کا رجحان اس طرف ہے کہ اگرچہ بائیبل کے اندر صداقت تو موجود ہے لیکن ساری بائیبل کو ہرگز برحق تسلیم نہیں کیا جا سکتا۔ مگر یورپ اور امریکہ میں اب بھی بعض ایسے عیسائی فرقے موجود ہیں جو نئے اور پرانے عہد ناموں کو از اوّل تا آخر سچا مانتے ہیں۔ امریکہ کے کٹر Southern Baptist اس عقیدہ میں اب بھی پیش پیش ہیں۔

ظاہر ہے کہ ایسے عقائد کے زیر اثر مذہب اور سائنس کی صلح ناممکن ہو جاتی ہے۔ اس کی ایک مثال نظریۂ ارتقاء ہے جو پچھلی صدی میں ڈارون نے دنیا کے سامنے پیش کیا۔ اس میں کلام نہیں کہ زمانہ حال کے محققین نے اس نظریہ میں کئی ایک ترامیم پیش کی ہیں مگر اکثر سائنس دان کسی نہ کسی رنگ میں ارتقاء کو تسلیم کرتے ہیں۔ چونکہ اسلام خود انسانی صلاحیتوں کے ارتقاء کو مانتا ہے اسلئے ہمارا نقطۂ نگاہ یہ ہے کہ مذہب اور سائنس کا اتحاد نہ صرف ممکن ہے بلکہ ضروری ہے۔ خالقِ کون و مکاں کے قول و فعل میں تضاد و اختلاف بھلا کیسے ممکن ہو سکتا ہے؟

اس کے برخلاف بائیبل یہ کہتی ہے کہ اس دنیا کو خدا تعالیٰ نے چھ روز کے اندر پیدا کیا۔ موجودہ زمانہ کے اکثر عیسائی کتاب پیدائش کے پہلے باب کو جس میں تخلیقِ عالم کا ذکر ہے کوئی وقعت نہیں دیتے مگر کٹر Southern Baptist خاصی مشکل میں ہیں۔

اس فرقہ کے ایک عالم ریورنڈ آبری۔ ایل۔ مور Rev. Aubrey L. Moore, ہیں جو ریاست ایری زونا میں رہتے ہیں۔ انہیں اس مشکل کا یہ حل نظر آیا ہے کہ امریکن مدارس میں اور بالخصوص ریاست ایری زونا میں نظریۂ ارتقاء کی تعلیم کو قانوناً ممنوع قرار دے دیا جائے۔ اہلِ امریکہ اپنی مذہبی آزادی کی روایات

کو قیمتی متاع سمجھتے ہیں اسلئے ایسا قانون پاس ہونا بظاہر تو
ممکن نہیں مگر ریورنڈ مُور اور ان کے ہمنوا مُصر ہیں کہ امریکن
بچوں کو نظریۂ ارتقاء کے لٹریچر کے مطالعہ کی اجازت
دینا انہیں دہریہ بنانے کے مترادف ہے۔ انہوں نے
ریاست ایریزونا کی مجلسِ قانون ساز کے سامنے یہ مسودہ
قانون پیش کیا ہے کہ اگر کسی اُستاد کے متعلق یہ ثابت
ہو جائے کہ اُس نے نظریۂ ارتقاء پر لیکچر دیا ہے تو نہ صرف
اُس کو ایک سَو ڈالر سے پانچسو ڈالر تک جرمانہ کیا جائے
بلکہ اُس کا ٹیچنگ سرٹیفکیٹ بھی ضبط کر لیا جائے۔ اُن کا
دعویٰ یہ ہے کہ جو شخص بائیبل کو مکمل طور پر برحق نہیں مانتا
وہ خدا تعالیٰ کا بھی انکار کرتا ہے اسلئے نظریۂ ارتقاء کی
تعلیم درحقیقت دہریت کی تعلیم ہے۔

ریورنڈ مُور اس قانون کو پاس کرانے کی کوشش میں
کامیاب ہوں یا نہ ہوں مگر یہ امر تو واضح ہے کہ بائیبل کو
لفظاً الہامی ماننے کے نتیجے میں خالقِ عالم کے قول و فعل میں
ہم آہنگی تسلیم نہیں کی جا سکتی۔ اس بحران سے نکلنے کا صرف
ایک ہی راستہ ہے کہ بے شک یہ مان لیا جائے کہ توریت اور
انجیل کے اندر ہدایت اور نور تو موجود ہے مگر اس کے
ساتھ ساتھ یہ بھی درست ہے کہ یہ صحیفے انسانی دست بُرد
اور تحریف کا بھی شکار ہو چکے ہیں۔

(۲) پُرانے عہد نامے میں ہستی باری تعالیٰ کا تصوّر

قرآن مجید میں خدا تعالیٰ کی ہستی کی جو صفات بیان
ہوئی ہیں وہ جمالی بھی ہیں اور جلالی بھی۔ اسلام نے اگر خدا تعالیٰ
کی صفات عادل، جبّار، ذوالقوۃ، مالکِ یوم الدین وغیرہ
کا ذکر کیا ہے تو اس کے ساتھ اس کی صفات رحیمیّت،
رحمانیت، ربوبیت اور کریمیت و عفو پر بھی زور دیا ہے
اور پھر یہ کہہ کر کہ "رَحْمَتِي وَسِعَتْ كُلَّ شَيْءٍ" اس
حقیقت کو پوری طرح سے واضح کر دیا ہے کہ خدائے اسلام
کی صفتِ رحمت ایک بنیادی صفت ہے جو تمام دوسری
صفات پر حاوی ہے۔

عیسائیت نے بھی یہ دعویٰ کیا ہے کہ بائیبل میں
خدا تعالیٰ کا تصور ایک محبت اور رحم کرنے والے خدا کا ہے
لیکن اس دعویٰ کو پرانے عہد نامہ کی بنیاد پر ثابت کرنا ایک ایسی
کٹھن منزل تھی جسے [illegible] علماء طے نہ کر سکے علماء یہود نے
گزشتہ دو ہزار سال میں اس مسئلہ کی طرف خاص توجہ نہ کی۔
ان دونوں مذاہب کے محققین کے لئے ایک بڑی مشکل یہ تھی کہ
پرانے عہد نامہ میں کم و بیش اٹھتّر مقامات پر خدا تعالیٰ کی صفتِ
"انتقام" کا بڑی وضاحت سے ذکر آیا ہے۔ مثلاً یسعیاہ باب ۳۵
آیت ۴ میں مذکور ہے کہ:۔

"اُن کو جو کچدلے ہیں۔ کہو۔ ہمت باندھو۔
مت ڈرو۔ دیکھو تمہارا خدا سزا اور جزا
لئے آتا ہے۔ ہاں خدا ہی آئے گا اور تم کو
بچائے گا"۔

انگریزی تراجم میں اس آیت کے الفاظ اور بھی
سخت ہیں۔ مثلاً شاہ جیمز والے ترجمہ میں (King
James Version) میں یہی آیت اس طرح
سے آئی ہے:۔

"Say to them that
are of a fearful

heart Be strong,
fear not: behold,
your God will
come with vengeance,
even God with a
recompense; he will
come and save you".

عربی متن میں تو لفظ "انتقام" بار بار استعمال ہوا ہے
یہی آیت عربی عہد نامے میں یُوں ہے :-

"قُولوا لخائفی [illegible] القلوب
تشدّدوا ولا تخافوا - هوذا
الهكم - الانتقام يأتي -
جزاء الله - هو يأتي ويخلّصكم"

عیسائی اور یہودی علماء کے لئے اِس عقدہ کو حل کرنا آسان نہ تھا مگر اَب یونیورسٹی آف مشی گن کے شعبہ بائیبل سٹڈیز (Biblical Studies) کے پروفیسر جارج - ای - مینڈن ہال (George E. Mendenhall) نے ایک نئی تھیوری پیش کی ہے وہ فرماتے ہیں کہ بے شک عبرانی تراجم میں ان آیات میں عبرانی لفظ "نقم" استعمال ہوتا ہے لیکن پُرانے علماء نے اِس لفظ کا ترجمہ "جزاء دینے" اور "بدلہ دینے" کے کرنے میں سخت غلطی کھائی ہے - ہارورڈ یونیورسٹی کے ڈیونٹی سکول میں تقریر کرتے ہوئے آپ نے کہا کہ درحقیقت عبرانی لفظ "نقم" کے معنی ہیں "آزاد کرنا، حوالے کرنا، کسی چیز کی ملکیت کا دعویٰ کرنا"۔

اپنے دعویٰ کی تائید میں پروفیسر مینڈن ہال نے جو دلیل بیان فرمائی ہے وہ دلچسپی سے خالی نہیں - آپ کہتے ہیں کہ قدیم اسرائیلی حکومت ایک پائیدار حکومت تھی - اور ایک پائیدار حکومت کبھی برداشت نہیں کر سکتی کہ جرائم کی سزا کے لئے ایک نہایت دُور تک "خون کا بدلہ خون" کا قانون چلتا رہے - اگر ایک پائیدار حکومت میں کسی کو سزا دینے کا اختیار ہے تو صرف حکومت کے نمائندوں کو - اسلئے اُس زمانہ میں کسی جُرم کے ارتکاب پر مُجرم سے از خود بدلہ اور انتقام لینے کی بجائے عموماً طریق یہ تھا کہ اُسے حکومت کے حوالے کر دیا جائے تاکہ حکومت اُس کے جُرم کی نوعیت اور سزا کا فیصلہ کر سکے -

ظاہر ہے کہ پروفیسر مینڈن ہال نے یہ نئی توجیہ پیش کر کے اپنے آپ کو ایک بھنور میں ڈال لیا ہے - اگر واقعی پُرانے زمانہ میں روایتاً عبرانی لفظ "نقم" مجرم کو حکومت کے حوالے کرنے کے لئے استعمال ہوتا تھا تو پھر اس کا ترجمہ جمہور یہودی اور عیسائی علماء مسلسل بدلہ دینا اور سزا دینا کیوں کرتے رہے ؟ اور اسرائیلی سٹیٹ کا دستور اُن سے کیوں مخفی رہا ؟ ان سوالوں کا جواب اس نئے نظریہ کے لئے دینا آسان نہ ہوگا -

(۳) قُمرانی صحیفے

وادیٔ قُمران سے گزشتہ سترہ سال میں متعدد صحائف کی دریافت نے عیسائی اور یہودی علماء کو ایک بنیادی اور اہم چیلنج پیش کیا ہے اور اب وہ مجبور ہو گئے ہیں کہ بائیبل کے متن کا ان صحائف کی روشنی میں

از سرِ نو مطالعہ کریں۔ بیشتر مغربی محققین کا خیال یہ ہے کہ یہ صحائف اسینی فرقہ کی مذہبی تعلیمات پر مشتمل ہیں جس کے پیرو فلسطین میں حضرت مسیحؑ کے زمانہ سے قبل پائے جاتے تھے اور جو صلح کُن اور راہبانہ زندگی کو ترجیح دیتے تھے۔ اگر یہ تسلیم کر لیا جائے کہ یہ صحائف اسینی یا قمرانی فرقہ کا مذہبی لٹریچر ہیں اور یہ کہ پرانے عہد نامے کے بعض قدیم ترین مسوّدات اس لٹریچر کا ایک حصّہ ہیں تو عیسائی اور یہودی علماء مجبور ہوں گے کہ موجودہ بائبل میں ضروری اور اہم تبدیلیاں کر دیں۔

بعض علماء نے اِس مشکل کا ایک حل یہ تلاش کیا ہے کہ وہ سرے سے ہی اس امر کا انکار کر رہے ہیں کہ قمرانی صحیفوں کا اسینی فرقے سے کوئی تعلق تھا۔ امریکن جیولش کمیٹی کے رسالہ کمنٹری (Commentary) میں یہودی عالم پروفیسر سیسل راتھ (Secil Roth) آف آکسفورڈ یونیورسٹی کا مضمون چھپا ہے۔ آپ نے دعویٰ کیا ہے کہ یہ صحائف نہ اسینی فرقہ کے تھے اور نہ ہی حضرت مسیحؑ کے زمانہ سے قبل لکھے گئے۔ پروفیسر راتھ کہتے ہیں کہ یہ صحائف ایک غالی یہودی فرقہ کا لٹریچر ہیں جو نہ صلح جُو تھے نہ راہبانہ زندگی کو پسند کرتے تھے۔ پروفیسر راتھ کا خیال ہے کہ یہ لوگ زمانہ قبل مسیح میں نہیں بلکہ ۶۶ء عیسوی میں جب یہود نے حکومت روم کے خلاف بغاوت کی پائے جاتے تھے۔

اگر پروفیسر راتھ کا یہ نظریہ تسلیم کر لیا جائے کہ اِن صحائف کے مصنفین ایک باغی گروہ سے تعلق رکھتے تھے تو لازماً اِن مسودات کی اہمیت بدل جاتی ہے بالخصوص جب کہ اِس فرقہ کا زمانہ حضرت مسیحؑ کے واقعہ صلیب کے ساٹھ ستر سال بعد شمار کیا جائے۔ بعض علماء کا خیال ہے کہ حضرت یوحنا بھی اسینی فرقہ سے تعلق رکھتے تھے اسلئے حضرت مسیحؑ کی تعلیمات اِن صحائف سے متأثر ہوئی ہیں لیکن اگر یہ نیا نظریہ تسلیم کر لیا جائے تو مسیحی تعلیم پر اِس کا کوئی اثر ممکن نہیں رہتا ✦

استدراک

(۱) قمر الانبیاء نمبر (اپریل مئی ۱۹۶۴ء) میں جناب چودھری محمد ظفر اللہ خان صاحب کے مضمون کے آخری حصہ میں (صہ۱۲ کالم ۲ میں) حضرت مسیح موعود علیہ السلام [illegible] فارسی شعر درج ہوا ہے اسکے مصرع ثانی میں "بسیار زیست" کی بجائے "دشوار زیست" ہے۔ احباب درست فرمالیں۔

(۲) جناب چوہدری سلطان محمود احمد صاحب آف محلہ دارالانوار حال کراچی لکھتے ہیں کہ الفرقان کے حضرت میر محمد اسحٰق رضؓ نمبر میں یہ ذکر ہے کہ سورۃ یٰسین کی آیت سلامٌ قولاً من ربّ رحیم کی تلاوت ہو رہی تھی کہ حضرت میر صاحب رضی اللہ عنہ کی روح قفسِ عنصری سے پرواز کر گئی۔ اور اس وقت تلاوت حافظ محمد رمضان صاحب فاضل کر رہے تھے۔ اِس بیان کا آخری حصہ قابلِ تصحیح ہے کیونکہ اُس وقت تلاوت حافظ قدرت اللہ صاحب فاضل مبلّغ ہالینڈ کر رہے تھے۔ یہ دونوں حافظ صاحبان باری باری تلاوت کرتے تھے۔ وفات کے لمحہ حافظ قدرت اللہ صاحب یہ آیت پڑھ رہے تھے۔

مکرم حافظ محمد رمضان صاحب نے میرے استفسار پر مکرم چودھری سلطان محمود احمد صاحب کے بیان کی تصدیق کی ہے۔ (ابو العطاء)

عیسائیت کا محسنِ اعظم ـــ یہوداہ اسکریوطی

(جناب ملک محمد مستقیم صاحب ایڈووکیٹ منٹگمری)

روما کی سلطنت جب اپنے عروج کے نصف النہار پر تھی اُس وقت فنِ تعمیر اور فنِ تصویر بھی اپنے کمال پر تھا۔ شہروں کی خوبصورتی کے لئے بلند و بالا عمارات، قلعے، مندر، محل، تالاب اور سڑکیں، تفریح گاہیں، کھیلوں اور تماشوں کے میدان، حمام، ریس کورس، عدالتیں، دفاتر وسیع اور مضبوط۔ پتھر، گچ اور مصالحہ سے اس طرز پر بنائے جاتے تھے کہ اُن کو دیکھتے ہی اُن کے استحکام و دوام کا یقین ہو جاتا تھا۔ ان عمارات اور میدانوں کی تزئین پتھر و دھات کے مجسموں سے کی جاتی تھی اور دیواروں اور چھتوں پر رنگین تصاویر مختلف قدرتی مناظر کی عکاسی کرتی تھیں۔ عوام میں مصوری کا شوق بطور ورثہ پایا جاتا تھا۔

عیسائیت کو سیاسی غلبہ بھی ابتدائی طور پر روم میں حاصل ہوا جس کے بادشاہ نے اس مذہب کو قبول کر کے گزشتہ مظالم کے داغ کو مٹانے کیلئے اپنے تئیں عیسائیت کی تبلیغ کے لئے بطور مبلغ کے پیش کیا اور اس کے شب و روز اس کے پھیلانے میں صرف ہونے لگے۔ بڑے بڑے شہروں میں گرجے تعمیر کئے گئے جنکی دیکھ بھال اور پادریوں کے گزارہ کے لئے بڑی بڑی جاگیریں مخصوص کی گئیں۔ جگہ جگہ یسوع مسیح کی تصاویر آویزاں اور مجسمے نصب کئے گئے اور سرکاری جھنڈے پر صلیب کا نشان قائم کیا گیا۔

اس دور میں ایک مصوّر نے مسیح کی معصومیت کو عوام میں پیش کرنے کے لئے ایک عمدہ تصویر تیار کرنے کا ارادہ کیا۔ جس کے لئے اُسے ایسے بچے کی تلاش ہوئی جسکے چہرے سے **سادگی اور معصومیت** اس قدر نمایاں ہو کہ ہر دیکھنے والا بے ساختہ پکار اُٹھے کہ واقعی وہ بچہ بڑا بھولا اور معصوم ہے۔ اُس نے مختلف شہروں کا دورہ کیا، دیہات کی سیر کی، پہاڑی اور میدانی علاقوں میں پھرا لیکن گوہرِ مقصود نہ پایا۔ ایک روز وہ صبح کے وقت وینس کے شہر میں داخل ہو رہا تھا کہ اچانک اس کی نظر ایک دس سالہ بچے پر پڑی اور وہیں جم کر رہ گئی۔ اُس نے غور کر کے سمجھا کہ یہ بچہ اس کے انتخاب کے پیمانہ پر پورا اُترتا معلوم ہوتا ہے۔ چنانچہ اُس نے اس بچے سے ایک ماہ تک اُس کے سامنے کچھ دیر کے لئے بیٹھنے کا عہد لیا اور اُس کا معاوضہ طے کر کے تصویر بنانی شروع کر دی۔ چونکہ قدرت کا یہ نمونہ بہت موزوں تھا اس لئے جلد ہی مصوّر فارغ ہو گیا اور تصویر مکمل ہو گئی۔ جب یہ تصویر ماہرین کی مجلس میں پیش ہوئی تو انہوں نے اس اعلیٰ تصویر کو مصوّر کا شاہکار تسلیم کرنے سے انکار

کر دیا اور کہا کہ جب تک یسوع کی معصومیت کے مقابل پر یہودا کی غداری، مکاری، فریب دہی، حرص، لالچ، نمک حرامی اور کم ظرفی کی تصویر نہ ہو یہ ہمارے معیار کے مطابق نہیں۔

اب مصوّر پھر ایسی صورت کی تلاش میں در بدر پھرنے لگا جس میں بیان کردہ خصوصیات و عادات کا وجود نظر آئے۔ برسوں گھومنے کے بعد ایک رات وہ میلان کے شراب خانہ میں بیٹھا کسی ساتھی کا انتظار کر رہا تھا کہ دروازہ زور سے کھلا اور دھڑام سے ایک نعش فرش پر گر پڑی۔ اس نو وارد شرابی کی شکل بالکل وہی تھی جس کی مصوّر کو تلاش تھی۔ چنانچہ اُس کو ہوش میں لانے کے بعد مصوّر نے اُسے ہر روز شراب پلانے، عمدہ کھانا کھلانے کی شرط پر ایک ماہ کے لئے تصویر کشی کی غرض سے سامنے بیٹھنے پر رضا مند کر لیا۔

آج آخری دن تھا اور تصویر پر مصوّر کی آخری قلم کاری باقی تھی۔ جب وہ شخص تصویر کے سامنے آیا تو اُس نے دیکھا کہ یہ تصویر ایک مکّار، دھوکہ باز، بے وفا اور نمک حرام کی معلوم دیتی ہے اُس نے اپنا مُنہ چھپا لیا اور مصوّر کے اصرار پر بھی چہرہ دکھانے سے انکار کر دیا۔ اُس نے کہا۔ اے مصوّر! کیا تم مجھے بھول گئے۔ آج سے ۲۰ سال قبل تم نے میری تصویر "یسوع کی معصومیت" کے اظہار کے لئے بنائی تھی اور آج تم یہودا کی صورت مجھ میں دیکھ رہے ہو۔ مصوّر کا قلم اس کے ہاتھ سے چھوٹ گیا اور وہ خاموشی سے اس کے پہلو میں بیٹھ گیا اور یوں کلام شروع کیا۔

مصوّر:- تمام دنیا تمہیں تمہاری غداری کی وجہ سے کہ تم نے یہودیوں سے -/۳۰ روپے لیکر یسوع مسیح کو پکڑوایا اور صلیب پر چڑھایا بُرا جانتی ہے، لعنت بھیجتی ہے اور تمہیں جہنّم کا ساکن و مکین یقین کرتی ہے۔

یہودا:- میرے دوست! غدّاری اور وفا دونوں نسبتی چیزیں ہیں۔ جب خداوند خدا کا منشا ہی یہ تھا کہ مسیح کی قربانی سے انسانیت کی نجات وابستہ ہے تو مَیں نے اس میں پیش پیش رہنے کی ٹھان لی اور مسیح کو پکڑوانا اسی سلسلہ کی پہلی کڑی تھی۔ اس طرح خداوند خدا کی مرضی بھی پوری ہوئی اور لوگوں کی نجات بھی ہو گئی۔ بس مجھ پر سب و شتم عوام میں معرفت کے فقدان کی وجہ سے ہے۔ لعنت کی جنس یسوع نے ارزاں کر دی ہے اور جہنّم کے دروازے تین دن کے بعد یسوع نے نکلتے وقت بند کر دیئے تھے۔

مصوّر:- -/۳۰ روپے کی رقم بہت قلیل ہے۔

یہودا:- یہودی اس سے زائد دینے کو تیار نہ تھے اور تقدیرِ خداوند مجھے ٹلتی نظر آتی تھی۔ اور پھر ایسی فضا کا میسّر آنا جلد ممکن نہ تھا۔

مصوّر:- لکھا ہے کہ "افسوس اُس پر جو مجھے پکڑواتا ہے۔ بہتر ہوتا اگر وہ پیدا نہ ہوتا"۔

یہودا:- پیدائش میں میرا دخل نہیں تھا۔ جس طرح یسوع اور مَیں دونوں ایک پیالے سے کھاتے تھے اُسی طرح یسوع کی پیدائش کی غرض میری پیدائش کے بغیر ناممکن تھی۔ کیونکہ مسیح صلیب پر چڑھنے سے گریز کرتا تھا، دعائیں کرتا رہا، روتا

دیا اور آخر پکارنے لگا کہ رُوح تو تیار ہے مگر جسم کمزور ہے۔ اگر میں آگے بڑھ کر مسیح کی نشاندہی نہ کرتا تو موقع ہاتھ سے نکل جاتا۔ نہ مسیح صلیب پر کھینچا جاتا اور نہ عیسائیوں کے گناہوں کا کفارہ ہوتا اور نہ انسانیت کی نجات کا وسیلہ حاصل ہوتا۔ افسوس کا لفظ تو محض جسم کی کمزوری پر دلالت کرتا ہے مگر روح کی تیاری کے بعد منزلِ مقصود تک لے جانے کا کام میں نے سرانجام دیا۔ جسے دنیا کا اور کوئی انسان نہ کر سکتا تھا۔

مصوّر:۔ (دیر تک گہری سوچ میں غرق رہنے کے بعد پُوچھنے لگا) تو پھر مجھے کیا کرنا چاہیئے؟

یہودا:۔ اِس تصویر کے خدّ و خال کو بدل دو، اس کے نقوش میں جو رنگ تم نے بھرا ہے اُسے نکال دو۔ ہمّت اور یقین سے قلم کو پکڑو اور اِس میں بزرگی، ہمدردی، قربانی اور احسان کے خطوط کھینچو۔ نجات اور کفارہ کے گہرے رنگوں سے تصویر کے چہرے کو روشن اور نمایاں کرو۔ پھر یقیناً تم اہلِ جنّت کی فہرست میں اوّل نمبر پر ہوگے۔

مصوّر نے تصویر کا سابقہ رُخ بدل دیا اور مجلسِ ماہرین کے سامنے اپنا کارنامہ پیش کر دیا۔ مجلس نے متفقہ طور پر اِس تصویر کو شاہکار قرار دیا اور قابلِ انعام ٹھہرایا +

مناجات

(حضرت قاضی محمّد ظہور الدین صاحب اکمل)

(ہر شخص اپنے حسبِ حال یہ مناجات کر سکتا ہے (ایڈیٹر)

دُنیائے عاشقی میں ناکامیاب ہستی
ناکامیاب ہستی۔ خانہ خراب ہستی
پابندِ نفسِ شیطاں عصیاں مآب ہستی
اکملؔ ہے صرف اکمل وہ محوِ خواب ہستی
یا رب اسے جگا دے سب غفلتیں مٹا دے
کل کلفتیں ہٹا دے۔ جھگڑے سبھی چُکا دے

ان بے وفائیوں سے بے اعتنائیوں سے
تنگ آگیا ہوں میں تو ہنگامہ زائیوں سے
آلودہ ہو رہی ہے دنیا بُرائیوں سے
یا رب مجھے ملانا ان پاک بھائیوں سے
جو تیرے ہو چکے ہیں گھر بار چھوڑ آئے
جوڑا تجھی سے رشتہ سب رشتے توڑ آئے

حاضر ہے تیرے در پہ عبدِ اثیم تیرا
اب دستگیر ہوگا فضلِ عظیم تیرا
بندہ ہے سر فگندہ۔ مولا کریم تیرا
اسلام احمدیت دینِ قویم تیرا
قائم اسی پہ رکھیو جب تک کہ دم میں دم ہے
وردِ زبان اکملؔ بس نٓ والقلم ہے

عیسائیوں کی "مریم پرستی" کا ثبوت

مکرم مولوی محمد اعظم صاحب اکسیر
متعلم جامعہ احمدیہ

ایک مسیحی دوست معترض ہیں کہ :-

"مرزا صاحب (علیہ الصلوٰۃ والسلام) نے قرآن سے اخذ کر کے ہم مسیحیوں پر مریم کی پرستش کا جو الزام لگایا ہے وہ سراسر خلاف حقیقت ہے۔ مسیحیوں نے کبھی مریم پرستی کا ارتکاب نہیں کیا"

اس سوال کا جواب سائل کی خواہش اور افادۂ عام کی خاطر صرف مسیحی کتب کی روشنی میں درج ذیل ہے۔ جس سے قرآنی بیان کی حقانیت و صداقت اظہر من الشمس ہوتی ہے۔

(۱) ایک مشہور مسیحی تاریخ میں لکھا ہے کہ :-

"ناستک ازم کے ذریعہ کلیسا میں دو باتوں کا رواج ہو گیا۔

الف۔ فقیرانہ یا راہبانہ زندگی، مسیحی گوشت۔ شراب اور شادی سے پرہیز کرنے لگے۔

ب۔ لوگ میریولیٹری (mariolatry) یعنی مقدسہ مریم کی پرستش کرنے لگے۔ ناستکوں نے مذہبی قصے اور اپوکریفل اناجیل لکھی تھیں جن سے آہستہ آہستہ میریولیٹری ترقی کر گئی"۔ (تواریخ مسیحی کلیسیا صفحہ ۱۳۶ طبع سوم)

(۲) اسی طرح ایک اور تاریخ کی کتاب میں مشہور مسیحی عالم جناب پادری ایس۔ ایم۔ پال صاحب لکھتے ہیں :-

"انہی فرقوں میں سے ایک اور فرقہ تھا جس کو قطائریئین (collyridiens) کہتے تھے۔ یہ فرقہ مریم مقدسہ کی بے حد عزت اور تعظیم کرتا تھا۔ طرح طرح کی قربانیاں ادا کرتے تھے جن میں سے فطیر کی قربانی بے حد مشہور ہے۔ اسی لئے اس کا نام قطائریہ پڑ گیا۔ ان کا ذکر ابن بطریق مریمیہ اور برابرینہ کے نام سے کرتا ہے اور کہتا ہے کہ ان کا عقیدہ یہ تھا کہ

"خدا کے علاوہ مسیح اور اس کی ماں خدا تھے"

سورہ المائدہ میں اسی فرقہ کی طرف اشارہ ہے کہ

اتخذونی و امی الٰھین"۔ (عربستان میں مسیحیت صفحہ ۱۳۶)

(۳) پھر مؤلف "مسیحی حربہ" رقمطراز ہے :-

"بعض بدعتی مسیحی فرقے مبارک مریم کو آسمانی ملکہ کہتے تھے۔ اور اس کے آگے قربانیاں چڑھاتے تھے اسی زمانے میں مریم کو بعض تھیوٹاکس یعنی والدۂ خدا کہنے لگے"۔

(مسیحی حربہ صفحہ ۲۵۳)

(۴) جناب پادری کینن ڈبلیو۔ پی۔ ہیرس۔ بی۔ اے مسیحی کلیسا کی تاریخ میں فرماتے ہیں :-

"چوتھی صدی میں مقدسہ مریم کی پرستش شروع ہو گئی۔ پانچویں صدی میں یوٹکین اور نسٹورین مباحثوں میں یہ پرستش اور بھی عروج پا گئی۔ .... چھٹی صدی میں مقدسہ مریم اور اس کی گود میں بچے کی تصویریں گرجوں میں لگنی شروع ہو گئیں۔ ...... رفتہ رفتہ ان تصویروں کے آگے سجدہ ہونے لگا۔ پہلے پہل بیرٹ انطاکیہ کے پیٹریارک نے مقدسہ مریم کا نام کلیسا کی نماز کی کتاب میں درج کیا"۔

(تواریخ مسیحی کلیسیا صفحہ ۲۹۹)

ان حوالہ جات سے جو محض بطور نمونہ کے ہیں۔ ظاہر ہے کہ ایک وقت تھا کہ عیسائی عام طور پر "خدا کے علاوہ عیسےٰ اور مریم .....

بقیہ صفحہ ۱۱ پر ختم

حضرت ادریس علیہ السّلام مکّہ معظّمہ میں!

(جناب شیخ عبد القادر صاحب فاضل)

آدم کی ساتویں پُشت میں ایک نبی ادریس ہو گزرے ہیں۔ کتبات بائیبل میں ان کا نام یودوریس[1] آیا ہے۔ تورات میں حنوک اور قرآن مجید میں ادریس۔

تورات میں لکھا ہے کہ حنوک خدا کے ساتھ چلتے چلتے غائب ہو گئے۔ قرآن مجید میں لکھا ہے کہ ایک بلند ترین "مکان" کی طرف وہ مرفوع ہوئے۔

صحیفہ حنوک میں ہے کہ وہ اپنی قوم سے جدا ہو کر دنیا کے کناروں کی طرف چلے گئے۔ وہاں ان کے بیٹے متوسالح اور ان کے پڑپوتے نوح اُن سے ملنے گئے۔ صحیفہ حنوک دوسری صدی قبل مسیح میں لکھا گیا۔ ایسینی فرقہ کے عارف اور صاحب کشف و الہام بزرگوں نے جو کہ حنوک کے قدم پر تھے۔ اس بزرگ پیغمبر کے نام سے اس قسم کے لٹریچر کو ترتیب دیا۔ وادیٔ قمران کے غاروں سے بھی صحیفہ حنوک ملا ہے۔ اس صحیفہ کا ایتھوپی نسخہ ہمارے سامنے ہے اس میں لکھا ہے:-

And in those days Nooh saw the earth that it had sunk down and its destruction was nigh. And he arose from thence and went to the ends of the earth, and cried aloud to his grandfather Enock 65-,12

ان ایام میں نوح نے یہ دیکھا کہ زمین غرقاب ہونے کو ہے اور اس کی بربادی کی نوبت قریب ہے تو وہ اُٹھ کھڑا ہوا اور دُنیا کے کناروں کی طرف چلا گیا۔ جہاں اس نے اپنے جدّامجد حنوک کو پکارا۔

اسی طرح باب ۱۰۶ میں لکھا ہے کہ لامک کے گھر جب نوح پیدا ہوئے تو لامک نے اپنے باپ متوسالح کو حنوک کے ایک ضروری مشورہ کے لئے بھیجا۔ وہ دُنیا کے کناروں کی طرف گئے اور حنوک سے ملے۔

And when Mathusalah heard the words of his son, he came to me to

---

[1] آج سے اڑھائی ہزار سال پہلے بابل کے ایک فاضل کاہن بروسس نامی نے یونانی زبان میں ایک کتاب لکھی اس میں ادریس نام کی یونانی شکل یودوریکس لکھی ہے۔ سامی زبان کا ادریس یا یودریس یونانی میں یودوریکس ہو گیا۔

the end of the earth;
for he had heard
that I was there,
and he cried aloud
.... and I came
to him 106-8

حنوک نے کہا کہ میرا بیٹا متوسالح اپنے بیٹے نوح کے
کہنے پر مجھے دنیا کے کناروں پر ملنے کے لئے آیا کیونکہ اُس
نے سُن رکھا تھا کہ مَیں وہاں ہوں۔ اُس نے مجھے پکارا اور
مَیں اُس کے پاس آیا۔[1]

دنیا کے کناروں سے کیا مراد ہے۔ اہلِ کتاب کے
محاورہ زبان میں ساحلی علاقوں کو دنیا کا کنارہ کہتے ہیں۔
انجیل میں لکھا ہے کہ جنوبی عرب کی ملکہ سبا زمین کے کنارے
سے سلیمان کی حکمت سننے کو آئی (متی ۴۲/۱۲) اس کی تصدیق
صحیفہ جوبلی سے بھی ہوتی ہے۔ اس میں لکھا ہے کہ حنوک باغ
عدن میں (خوشبودار پودوں کے ملک میں بھی) گئے تھے۔
مراد جنوبی عرب ہے[2]۔ مزید تصدیق کہف قمران سے نکلنے
والے ایک صحیفے سے ہوتی ہے جس میں آرامی زبان میں بزرگان
اُمت کے حالات درج ہیں۔ اس میں لکھا ہے کہ متوسالح
نوح کی پیدائش پر اپنے باپ حنوک سے مشورہ کے لئے
فاران کے مقام الرحمۃ کی طرف گئے

1. Apocrypha and Pseudepigrapha of the old Testament by Charles. P. 230, 278
2. Apocrypha by Charles P. 19

And when Methusalah heard it, he
ran to Enock, his
father, to learn
from him every
thing truly.... and
he went to Parvai,
to Erechmah, and
there he found
(Enock)

متوسالح نے جب یہ سُنا وہ اپنے باپ سے حقیقی
راہنمائی حاصل کرنے کے لئے چل پڑے۔ وہ پارویم کے
مقام الرحمۃ کی طرف گئے جہاں حنوک کو وہ ملے[1]۔
محققین کہتے ہیں کہ اس مقام کا نام اچھی طرح پڑھا
نہیں گیا۔ کیونکہ وہ حروف روشن نہیں ہیں۔ بلکہ بروز "پارویم"
پڑھ کر صداقت کے قریب پہنچ گئے۔ حروف قمران میں واؤ
اور نون بڑی حد تک مشابہ ہیں۔ پارویم دراصل پارانیم
ہے یعنی فاران۔ عظمت کے لئے عبرانی میں ناموں کے آگے یم
کا اضافہ کر دیتے ہیں۔ جیسے مجدیم، العلیم، عقربیم وغیرہ۔
پارویم ارض بائبل میں کوئی مقام نہیں لیکن پاران ایک
مشہور مقام ہے جہاں بنی اسماعیل آباد ہوئے۔ دشتِ
حجاز کا یہ قدیمی نام ہے۔

1. More light on the Dead Sea Scrolls by Burrows P. 387

اتنی دبیز تہوں کو اُٹھا کر اب ہم صداقت کے بالکل قریب پہنچ گئے ہیں۔ فاران کا مقام الرّحمة مکّہ معظمہ ہے۔ تورات میں اِس جگہ کو "فاران کا قادس" (گنتی $\frac{13}{26}$) کہا گیا۔ قادس کے معنی مقدس جگہ کے ہیں یا تطہیر کرنے والا مقام۔ مکّہ معظمہ کا یہ قدیمی نام ہے۔ اسی طرح مکّہ معظمہ کا ایک نام "امّ رحم" ہے۔ یہ دونوں نام یعنی القادس اور "امّ رحم" ابن کثیر نے اپنی تفسیر میں لکھے ہیں[1]۔ گویا الرّحمة مکّہ معظمہ ہی ہے۔ ان تاریخی حقائق سے مندرجہ ذیل امور ثابت ہیں :-

۱ - دنیا کے کناروں سے مراد عرب کا ساحلی علاقہ ہے۔

۲ - حنوک اپنی قوم سے جُدا ہو کر جنوبی عرب میں یمن کے علاقہ میں اور پھر پاران کے مقام رحمة میں آگئے تھے۔

۳ - ورفعنٰه مکانًا علیًّا میں جہاں حنوک کے معراج روحانی کا ذکر ہے وہاں اُس کے ایک پہلو میں کعبة اللہ کی عظمت کی طرف اشارہ ہے کیونکہ اِس مکان کو اوّل بیتٍ وُّضع للنّاس کہا گیا اور "السقف المرفوع" کے الفاظ میں اس کی بلند شان کا اظہار کیا گیا۔

حضرت ادریس علیہ السلام اپنی قوم سے جُدا ہو کر بیابانِ فاران میں آگئے اور مکّہ معظمہ کی "السقف المرفوع" کی سیرِ روحانی سے وہ فیضیاب ہوئے۔

حدیث میں آیا ہے "جب کسی نبی کی اُمّت ہلاک ہو جاتی تو وہ مکّہ آجاتا اور یہیں اپنے ساتھیوں کے ساتھ مصروفِ عبادت ہو جاتا۔ حتّٰی کہ یہیں وفات پا جاتا۔"

حضرت ادریس علیہ السلام کی اُمّت جب سرکش ہو گئی تو آپ اُن سے منہ موڑ کر مکّہ معظمہ آگئے۔ یہاں آپ کو خبر دی گئی کہ وہ لوگ ایک عظیم الشان طوفان میں غرق ہونے والے ہیں۔ آپ کی غیر حاضری میں آپ کی غیبوبیت کا عقیدہ پیدا ہو گیا۔

روایت ہے کہ پچھتر انبیاء نے حج کیا اور منٰی میں نماز ادا کی۔ انبیائے بنی اسرائیل کے حج کے لئے آئندہ مضمون کا انتظار فرمائیے!

مسیح کی صلیبی موت کا دعوٰی سراسر باطل ہے (از صفحہ ۶)

سرینگر میں ان کی قبر موجود ہے۔

یہ مبنی بر حقیقت دعوٰی اب گزشتہ پچاس ساٹھ سال میں بقدر واضح دلائل کے ساتھ دنیا کے اکناف و اطراف میں دہرایا گیا ہے۔ عیسائی پادری حیران و ششدر ہیں کہ کیا کریں۔ مسیح کی صلیبی موت عیسائیت کی اساس ہے اور احمدیت مسیح کے صلیب پر سے زندہ اُترنے پر خود اناجیل سے دلائل پیش کر رہی ہے۔ عقلاً اِس موضوع پر نہایت سنجیدگی سے دونوں فریق کے علماء میں فیصلہ کن تحریری بحث ہونی ضروری ہے مگر چونکہ پادری صاحبان اپنے موقف کی کمزوری سے بخوبی آگاہ ہیں اسلئے وہ اِس بحث کیلئے تیار نہیں ہوتے۔ ہم نے بار بار انہیں توجہ دلائی ہے کہ اِس موضوع پر ہم سے تحریری طور پر مناظرہ کر لیں جسے بعد میں چھپوا کر دنیا بھر میں پھیلایا جا سکے۔ پہلا اپنے اخبار و لٹریچر میں وہ لکھتے رہتے ہیں کہ ایسا کوئی مسیح نہیں ہوا جسکو صلیبی موت کا واقعہ پیش نہیں آیا مگر وہ اِس بات کے فیصلہ کیلئے کبھی تیار نہیں ہوتے۔ کیا ہمارا یہ مختصر نوٹ پادری صاحبان کو فیصلہ کن مناظرہ کی طرف متوجہ کرنے میں کامیاب ہوگا؟ دیدہ باید؟

---

[1] تفسیر ابن کثیر جلد اوّل صفحہ ۳۸۳ زیرِ آیت اِنَّ اَوَّلَ بَیْتٍ وُّضِعَ لِلنَّاسِ۔

انتباہ[1]

حدودِ ذہن پر تعزیر کے پہرے بٹھا دیجے
لبِ اظہار پر تادیب کے تالے لگا دیجے

کچھ اس طرح غرورِ کج کلاہی کو جلا دیجے
لرزتے آنسوؤں کو دیکھتے ہی مسکرا دیجے

نہ جانے پھر جہانبانی کے یہ دن ہاتھ کب آئیں
جہاں نقشِ وفا کوئی نظر آئے مٹا دیجے

چٹک غنچوں کی بھی تو بارِ خاطر ہے لگے ہاتھوں
شگفتِ لالہ و گل پر بھی پابندی لگا دیجے

اُنہی پہ جانے کیوں ہر بار مشقِ جور ہوتی ہے
جنہیں ہے حکم "ہر دُکھ دینے والے کو دُعا دیجے"

کہاں ہاتھ آئے گا پھر نسخۂ مقبولیت ایسا
بنامِ امن مظلوموں کو روحانی سزا دیجے

سیاست ناز اُٹھائے تا بہ کے اللہ والوں کے
انہیں نفرت میں دھر کر ان کی "ہو حق" کو دبا دیجے

نبی کا نام لیتے ہیں غلامانہ عقیدت سے
اِنہیں تحقیر کا الزام دے کر چپ کرا دیجے

انہیں ہے اعترافِ جرمِ عشقِ احمدِ مرسل
انہیں اس جرم کی کوئی سزائے جانگزا دیجے

یہ جب کرتے ہیں صد سالہ پرانی بات کرتے ہیں
اِنہیں کچھ دورِ حاضر کے قرینے بھی سکھا دیجے

مبادا آپ کی محبوبیت پر حرف آجائے
ارادت کے تمام اوراقِ پارینہ جلا دیجے

مگر یہ یاد رکھیئے ایک شے — آہِ رسا بھی ہے
اِنہی حالات میں بگڑے ہوؤں کا — اک خدا بھی ہے

ثاقب زیروی

(ہفت روزہ لاہور۔ لاہور ۶ جولائی ۱۹۶۴ء)

[1] — ایک فنا فی الرسولؐ مصنفِ اسلام کی عشقِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں رچی بسی چونسٹھ سالہ پرانی تصنیفِ لطیف کی ضبطی کا حکم پڑھ کر۔ ارتجالاً۔ ثاقب

سیدنا حضرت مسیح موعودؑ کا شاندار اعجازی عربی علم کلام

جناب رشید رضا صاحب المنار کا مقابلہ سے فرار

—— جناب مولوی محمد اجمل صاحب شاہد- پشاور ——

سیدنا حضرت مسیح موعودؑ نے معجزانہ رنگ میں عربی زبان میں متعدد کتب تصنیف فرمائی ہیں حضور کی یہ کتب خاص طور پر خدا تعالےٰ کی طرف سے وہبی علم کی بناء پر تحریر کی گئی ہیں اور اس میں اکتساب کا دخل بالکل نہیں۔ آپ کسی مستند عربی دار العلوم کے تعلیم یافتہ نہیں تھے اور نہ ہی آپ اپنی تمام زندگی میں عرب ممالک کی طرف گئے آپ بالکل امّی کی طرح تھے مگر خدا تعالےٰ نے آپ کو عربی زبان خود سکھائی چنانچہ آپ خود تحریر فرماتے ہیں:-

"میں قرآن مجید کے معجزہ کے ظل کے طور پر فصاحت و بلاغت کا نشان دیا گیا ہوں" (ضرورت الامام صفحہ ۲۲)

اسی طرح اپنی کتاب انجام آتھم میں فرماتے ہیں۔ کہ خدا تعالےٰ نے عربی زبان کے چالیس ہزار مادے خود سکھائے۔

"وان کمالی فی اللسان العربی مع قلّة جهدی و قصور طلبی اٰیةٌ واضحةٌ من ربّی لیظهر علی النّاس علمی و ادبی، وانّی مع ذٰلك علمت اربعین الفًا من اللغات العربیة واعطیت بسطةً کاملةً فی العلوم الادبیة" (انجام آتھم صفحہ ۲۳۴)

یعنی عربی زبان میں باوجود میری کمیٔ کوشش اور کوتاہیٔ طلب کے جو مجھے کمال حاصل ہے وہ میرے رب کی طرف سے ایک کھلا نشان ہے۔ تا وہ لوگوں پر میرے علم اور میرے ادب کو ظاہر کرے۔ پس کیا مخالفوں کے گروہوں میں سے کوئی ہے جو میرے مقابلہ پر آوے اور اس کے ساتھ مجھے یہ فخر بھی حاصل ہے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے مجھے چالیس ہزار مادہ عربی زبان کا سکھایا گیا۔ اور مجھے ادبی علوم پر پوری وسعت عطا کی گئی ہے۔"

عربی زبان پر حضور علیہ السلام نے اپنی جس خدا داد مقدرت کا ذکر فرمایا ہے اس کا عملی ثبوت یہ ہے کہ آپ نے نثر و نظم میں جو کلام شائع فرمایا اس کے متعلق عرب و عجم کو نہایت تحدّی کے ساتھ چیلنج دیا مگر

؎ آزمائش کے لئے کوئی نہ آیا ہر چند
ہر مخالف کو مقابل پہ بلایا ہم نے

خدا تعالیٰ نے جس طرح حضرت مسیح موعودؑ کے آقا و مطاع سیدنا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر باوجود امّی محض ہونے کے قرآن کریم جیسی فصیح و بلیغ کتاب نازل فرمائی اسی طرح آپ کے غلام کو بھی باوجود عربی سے نابلد ہونے کے معجزانہ رنگ میں عربی زبان سکھلائی۔ چنانچہ جناب مولٰینا عبد الکریم صاحب اپنے ذاتی مشاہدہ کی بناء پر اپنے ایک مطبوعہ خط میں لکھتے ہیں:-

"سارے مولوی اور خود میں بھی ان کے ساتھ اس مرکز پر متفق تھا کہ در حقیقت آپ امّی محض ہیں۔ ان سب نے اور میں نے یکساں یہ نشان دیکھا کہ فصاحت و بلاغت عربی کا وہ معجزہ آپ کو دیا گیا۔ کہ ہندوستان بھر کے ادباء و فضلاء اسکے مقابلہ اور اس کی مثل لانے سے عاجز آگئے۔"

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السّلام نے جو کتب عربی زبان میں تصنیف کی ہیں ان میں سے ایک معرکۃ الآراء تصنیف "اعجاز المسیح" ہے جس میں آپ نے فصیح و بلیغ عربی میں سورۂ فاتحہ کی تفسیر لکھی ہے اور خاص طور پر پیر مہر علی شاہ گولڑوی کو مخاطب کر کے چیلنج دیا کہ وہ بھی بالمقابل ایسی تفسیر لکھیں اور اگر اہل علم تین ادباء نے یہ فیصلہ دیا کہ پیر صاحب کی تفسیر فصاحت و بلاغت میں فائق ہے تو پانسو روپیہ انعام

انکو دیا جائیگا۔ مگر پیر صاحب نے مقابل پر آنے کی جرأت نہ کی حضور علیہ السلام نے اسی کتاب اعجاز المسیح کی چند کاپیاں عرب اور مصر کے بعض جرائد کے ایڈیٹروں کو بھجوائیں۔ جس میں ایڈیٹر المنار سید رشید رضا بھی تھے۔ مگر اس نے بوجہ حسد کے حضور کے خلاف بد گوئی کی اور کہا کہ یہ کتاب اغلاط سے پُر ہے۔ اور یہ بات غلط ہے کہ اسکی مانند کتاب نہیں لکھی جا سکتی۔ اس پر حضور نے ایک اشتہار شائع کیا جس میں لکھا کہ ایڈیٹر المنار کا ویسا ہی دعویٰ ہے جیسا کہ

"جو کفار قرآن شریف کی نسبت کہتے تھے کہ لو نشاء لقلنا مثل ھٰذا۔ پھر ہم پوچھتے ہیں کہ اگر وہ کتاب فصیح نہیں تو پھر تمہارے اس قول کے کیا معنیٰ ہیں کہ اگر ہم چاہیں تو ہم بھی اس کی مثل چند روز میں لکھدیں۔ کیا تم بھی غلط کے مقابل پر غلط لکھو گے۔"

(اشتہار ۱۸ر نومبر ۱۹۰۲ء)

اس اشتہار میں حضور نے یہ بھی لکھا کہ ہم ایک اعد عربی رسالہ تحریر کرینگے اور ایڈیٹر المنار سے اس کی نظیر طلب کرینگے چنانچہ اس وعدہ کے مطابق حضور نے نہایت ہی فصیح و بلیغ عربی میں رسالہ "الھدیٰ والتبصرۃ لمن یریٰ" ۱۲ر جون ۱۹۰۲ء میں تحریر فرمایا۔ جس میں حضور وجہ تالیف یوں بیان فرماتے ہیں۔

"فالقی فی روعی ان اُولف کتابًا لھذا المراد۔ ثم اطلب مثلہ من ھذا المدیر ومن کل من نھض بالعناد من تلک البلاد۔ یعنی میرے دل میں ڈالا گیا کہ میں اس غرض کے لئے کتاب بناؤں پھر اس کی مثل اس ایڈیٹر المنار سے طلب کروں نیز ہر اس شخص سے جو ان شہروں سے دشمنی کی غرض سے اٹھے۔ حضور علیہ السلام نے کتاب کے شروع میں ہی اس بات کو نہایت تحدی کے ساتھ بیان فرمایا کہ ایڈیٹر المنار اس کا جواب لکھنے پر قادر نہیں ہو سکے گا۔ چنانچہ فرماتے ہیں:۔

امر لہ فی البراعۃ یدٌ طولیٰ۔ سیھزم فلا یریٰ۔ نبأ من اللہ الذی یعلم السرّ واخفیٰ انہ مع قوم یتقونہ ویحسنون الحسنیٰ ینصرھم فی مواطن فتکون کلمتھم العلیا"

یعنی کیا فصاحت و بلاغت میں اسے بڑا کمال حاصل ہے عنقریب وہ گریز کر جائیگا۔ اور پھر نظر نہیں آئیگا۔ یہ پیشگوئی اس خدا کی طرف سے ہے جو نہاں در نہاں کو جاننے والا ہے وہ متقیوں اور نیکوکاروں کا ساتھ دیتا ہے وہ میدانوں میں ان کی مدد کرتا ہے پھر ان ہی کی بات غالب رہتی ہے

پھر فرماتے ہیں:۔

ام یزعمون انھم من اھل اللسان سیھزمون و یولون الدبر عن المیدان۔ یعنی کیا وہ یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ وہ اہل زبان ہیں۔ وہ عنقریب شکست کھائیں گے اور میدان سے دُم دبا کر بھاگیں گے۔

حضور علیہ السلام کے یہ الفاظ کسی تشریح کے محتاج نہیں اور اس سے واضح طور پر یہ بات عیاں ہوتی ہے کہ حضور ایڈیٹر المنار کو صرف اس بات کا چیلنج دے رہے ہیں کہ وہ بالمقابل جواب لکھنے سے قاصر رہے گا۔ اور یہ عجیب بات ہے کہ سید رشید رضا حضور کے حین حیات اور بعد میں بھی کتاب اعجاز المسیح اور الھدیٰ کا جواب نہ لکھ سکا۔ اور اس طرح ایک مشہور عربی زبان کے ماہر ایڈیٹر نے خاموش رہ کر اس بات کو ثابت کر دیا کہ حضور کا عربی زبان میں علم لدنی تھا اور عرب و عجم اس کی نظیر پیش کرنے سے عاجز رہ گئے۔

یہ واقعہ ہے کہ اپنی پوری زندگی میں ایڈیٹر المنار کی طرف سے "اعجاز المسیح" اور "الھدیٰ" کا جواب شائع نہیں ہوا۔ باوجود اس کے کہ ایڈیٹر المنار نے عربی زبان میں تفسیر المنار تحریر کی۔ مگر جس اعجازی رنگ میں حضور نے تفسیر سورۃ فاتحہ لکھی اسکے جواب میں عرب و عجم کے علماء قاصر رہے اور اسی بات کی پیشگوئی حضور نے فرمائی تھی کہ ایڈیٹر المنار کو اپنے بوجہ مصری ہونے کے جو فصاحت و بلاغت میں ادعا ہے وہ غلط ہے اور وہ ہرگز خدا تعالیٰ کے مسیح کی طرف سے نکلے ہوئے رشحات قلم کا جواب شائع نہیں کر سکے گا...

چنانچہ ایڈیٹر المنار کو حضور کی زندگی اور بعد میں بھی جواب لکھنے کی جرأت نہ ہوئی

"اَلمُنجِد" میں احمدیت کا ذکر

(مرسلہ:- جناب مولوی عزیز الرحمٰن صاحب فاضل منگلہ)

خدا تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ساتھ احمدیت کی ترقی کے جو وعدے فرمائے تھے ہم انہیں اپنی آنکھوں سے آج پورا ہوتے دیکھتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا تھا "میں تیری تبلیغ کو دنیا کے کناروں تک پہنچاؤں گا۔"

چنانچہ جہاں آج دوسرے ذرائع سے احمدیت اور مسیح موعود علیہ السلام کا نام دنیا میں بلند ہو رہا ہے اسی طرح ایک نیا ذریعہ اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا ہے جس کی بدولت لاکھوں انسان حضرت مسیح موعودؑ کے نام اور دعوت سے واقف ہونگے۔

اہلِ علم دوست جانتے ہیں کہ المنجد فی اللغۃ عربی زبان کی ایک جامع ڈکشنری ہے جو بیروت سے لاکھوں کی تعداد میں شائع ہوتی ہے۔ اب اس کا نیا ایڈیشن شائع ہوا ہے اس کے دوسرے حصہ المنجد فی الادب والعلوم میں لکھا ہے:-

"الاحمدیّۃ: مذھبٌ دینیٌّ اَسَّسَہٗ (۱۸۸۰) میرزا غلام احمد قادیانی فی البنجاب۔ اتباعُہٗ منتشرون خاصۃً فی الھند (بنجاب واقلیم بمبای) تتّفقُ عقائد الاحمدیۃ مع الاسلام الّا فی ثلثۃٍ۔

(۱) طبیعۃ المسیح وھو فی زعمھم لم یُصْلَبْ ولٰکنّہٗ مات فی الظاھر فقط ودُفِنَ فی قبرٍ خرج منہ بعد ذالک وھاجرَ الی کشمیر ایُعَلِّم الانجیل ثمّ توُفّی۔

(۲) دعوۃ المھدی ووظیفتہ الدعوۃ الی الاسلام ویتّحدُ فیہ المسیح والنبیّ فی وقتٍ واحدٍ۔

(۳) الجھاد القائم لا علی السیف بل علی الوسائل السّلمیّۃ۔"

(المنجد فی اللغۃ الادب والعلوم حصہ المنجد فی الادب مطبوعہ بیروت (لبنان) ۱۹۶۰)

ترجمہ:- احمدیت: احمدیت ایک دینی مسلک ہے جس کی بنیاد مرزا غلام احمد قادیانی نے ۱۸۸۰ء میں پنجاب میں رکھی۔ اُن کے اتباع خصوصاً ہندوستان میں پھیلے ہوئے ہیں (پنجاب اور بمبئی وغیرہ میں)

احمدیت کے عقائد تین باتوں کے سوا باقی امور میں مسلمانوں سے متفق ہیں۔

(۱) ان کے نزدیک مسیح صلیب پر مرا نہیں لیکن وہ صرف بظاہر مُردہ سمجھا گیا اور ایک قبر میں دفن رکھا گیا اور بعد میں قبر سے نکل کر کشمیر کی طرف ہجرت کر گیا تاکہ انجیل کی تعلیم دے۔ پھر اس نے وفات پائی۔

(۲) بانی سلسلہ کا دعویٰ مہدی کا ہے اور اس کا کام اسلام کی طرف دعوت دینا ہے اور اس کا یہ دعویٰ بھی ہے کہ وہ بیک وقت مسیح بھی ہے اور نبی بھی۔

(۳) آج کا جہاد قائم سیف سے نہیں بلکہ پُر امن وسائل سے ہو گا۔"

احباب کی خاص توجہ کیلئے

رسالہ الفرقان محض تبلیغ کی نیت سے جاری ہے۔ اور مسلسل چودہ برس سے شائع ہو رہا ہے۔ مگر بعض دوست اس تبلیغی رسالے کا حق ادا نہیں فرماتے۔ ان کے ذمہ جو بقایا ہے۔ وہ بروقت ادا نہیں ہوتا۔ جس سے رسالہ کی باقاعدہ اشاعت میں رخنہ پیدا ہونے کا اندیشہ پیدا ہو جاتا ہے۔ جملہ بقایا دار احباب بہت جلد اپنے ذمہ کا بقایا ادا فرمادیں بلکہ رسالہ کے لئے خریدار بھی مہیا کر کے ممنون فرمادیں۔

(مینیجر)

رفقاء مسیح موعودؑ پر لفظ صحابہ کا اطلاق (از ص ۲۱)

ہیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو اصحاب قرار دیا ہے تو ان کے لئے رضی اللہ عنہم کے دعائیہ جملہ پر بھی ہمارے اہلحدیث دوستوں کو اعتراض نہیں ہو سکتا۔ نیز قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:۔

إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ أُولَٰئِكَ هُمْ خَيْرُ الْبَرِيَّةِ ۝ جَزَاؤُهُمْ عِندَ رَبِّهِمْ جَنَّاتُ عَدْنٍ تَجْرِي مِن تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا أَبَدًا ۖ رَّضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ وَرَضُوا عَنْهُ ۚ ذَٰلِكَ لِمَنْ خَشِيَ رَبَّهُ ۝ (البینۃ ع)

کہ جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے عمل صالح کئے وہ بہترین مخلوق ہیں۔ ان کے رب کے نزدیک ان کا بدلہ ہمیشہ کے باغات ہیں جن کے ساتھ نہریں جاری ہیں، وہ ان میں ہمیشہ رہیں گے۔ خدا اُن سے راضی ہو گیا وہ خدا سے راضی ہیں۔ یہ جزا اور یہ انعام 'رضی اللہ عنہم ورضوا عنہ' کا، ان تمام لوگوں کے لئے ہے جو اپنے رب کی خشیت رکھتے ہیں۔"

پس ان آیات اور احادیث نبویہ کی روشنی میں الاعتصام کا یہ اعتراض بھی درست نہیں کہ احمدی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابہ کے لئے رضی اللہ عنہ کا لفظ کیوں بولتے ہیں۔

ہمیں پورا یقین ہے کہ اگر یہ اعتراضات محض ایجی ٹیشن کی وجہ سے نہیں اٹھائے جا رہے تو ہمارے جواب سے پوری تسلی ہو جائے گی انشاء اللہ ـــــ (ابو العطاء)

ایڈیٹر کی ڈاک

(۱) سیالکوٹ چھاؤنی سے الفرقان کے دیرینہ خریدار ایک لیفٹیننٹ کرنل صاحب تحریر فرماتے ہیں:-

"گو میں خود احمدی نہیں ہوں مگر الفرقان کے مطالعہ سے میرا بڑا لڑکا ضرور احمدی ہوا۔ اور گھر کے دیگر افراد ۹۰ فیصد متاثر ہوئے۔ چونکہ عقائد درست ہیں لہذا اور مطالعہ ضروری ہے۔"

(۲) جناب مظفر صاحب کراچی سے پانچ روپے بھجواتے ہوئے لکھتے ہیں:- "میں نے اللہ تعالیٰ کے حضور دعا کی تھی کہ اگر میرے گھر نرینہ بچہ ہوا تو میں مبلغ پانچ روپے ادارۂ الفرقان میں دوں گا۔ میرے خدا نے دعا سنی حسب ارادہ روپیہ حاضر خدمت ہے۔"

(۳) جناب سید شاہ محمد صاحب رئیس التبلیغ انڈونیشیا تحریر فرماتے ہیں:- "قمر الانبیاء نمبر پر مبارکباد عرض کرتا ہوں۔ آپ نے یہ نمبر نکال کر جماعت پر از حد احسان فرمایا ہے۔ خصوصاً ئی پود پر۔ جس خوبی و کمال سے اس پرچہ کو آپ نے تیار کرنے میں محنت کی ہے۔ اسی طرح اس سے قبل حضرت میر محمد اسحاق نمبر و حضرت حافظ روشن علی نمبر۔ اللہ تعالیٰ آپ کو جزائے خیر دے اور پڑھنے والوں کو زیادہ سے زیادہ فائدہ اٹھانے کی توفیق دے۔ اور ان اعلیٰ خوبیوں کو اپنانے کی ہمیں توفیق دے۔ جو کہ سیدی حضرت میاں صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زندگی میں نمایاں طور پر دکھائی دیتی تھیں ۔۔۔ وہ ہر ایک بڑے۔ چھوٹے۔ امیر۔ غریب غرضیکہ سب کے دلوں میں گھر کئے ہوئے تھے۔ اللہ تعالیٰ حضرت میاں صاحب کے درجات کو بلند فرمائے اور اعلیٰ علیین میں ان کو جگہ دے۔ آمین۔"

(۴) جناب نصیر احمد صاحب ناظم آباد کراچی سے رقمطراز ہیں:-

"میں الفرقان باقاعدہ پڑھتا ہوں۔ یہ جو احباب اکثر لکھتے رہتے ہیں۔ کہ جیسے الفرقان ہاتھ میں آیا۔ ختم کر کے چھوڑا۔ کوئی مبالغہ آمیز بات نہیں۔ بلکہ یہ حقیقت ہے۔ کیونکہ اس میں ایک ایسی جاذبیت پائی جاتی ہے۔ جو انسان کو مجبور کرتی ہے۔ کہ اس کو بار بار پڑھا جائے۔ دعا ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو اپنی برکات سے نوازے۔ یہ محض آپ کی کاوشوں کا نتیجہ ہے۔ کہ ہم تک نئے نئے حوالہ جات پہنچتے رہتے ہیں۔ رسالہ الفرقان جون میں خاکی صاحب کی غزل "موجودہ عیسائیت" قابلِ داد ہے۔ اس کا ایک شعر تو بہت ہی پیارا ہے "احمدیت کی صداقت آزمانے کیلئے ۔ کوئی آئے اس پہ ہر گز کوئی پابندی نہیں" خدا ان کو دے زورِ قلم اور زیادہ۔

صوفی عبد القدیر صاحب نیاز بی اے لاہور کی خدمت میں مودبانہ التماس ہے۔ کہ ہم نا اہلوں کو بھی ان عالی معلومات سے نوازیں۔ جو وہ حضرت میاں بشیر احمد صاحب رضی اللہ عنہ کے متعلق اپنے سینے میں چھپائے بیٹھے ہیں۔"

(۵) جناب بسمل صاحب حصاری (ایک غیر احمدی دوست) لکھتے ہیں۔ ماہنامہ الفرقان درویشان قادیان نمبر

اگست۔ ستمبر۔ اکتوبر ۱۹۶۳ء اتفاقیہ ملا۔ جیسے بندہ نے خلوصِ نیت سے پڑھا اور بہت شاندار پایا۔ لہٰذا مجھے بہت پسند ہے۔ اگر آپ براہِ کرم یہ رسالہ کم از کم ایک سال کیلئے میرے نام فی سبیل اللہ جاری فرما دیں تو انشاء اللہ اس علاقہ میں آپ کی جماعت کا کافی چرچا ہوگا۔"

(۶) جناب شیخ محمد بشیر صاحب آزاد انبالوی تحریر فرماتے ہیں
"آپ نے جس جدت اور علمی رنگ میں عیسائیت کی تردید کی ہے۔ اور پادری صاحبان کو ہر طریقہ سے چیلنج کیا ہے وہ قابلِ صد آفرین ہے۔ اور پھر پادری صاحبان کا اپنے ہی مذہب سے عاجز ہو جانا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دعوئے "کسرِ صلیب" کی واضح اور بیّن صداقت کا ثبوت ہے۔"

(۷) جناب چودھری فضل الدین صاحب لدھیانوی لکھتے ہیں:۔
"ماہ جون کا الفرقان آیا جو میرے سامنے رکھا ہے سچ تو یہ ہے کہ آپ نے جس رنگ میں عیسائی رسالہ اخوت کے خاص نمبر کا جواب عنایت فرمایا ہے وہ اپنی مثال آپ ہے۔ اور ہم یقین سے کہتے ہیں کہ ساری دنیا کے عیسائی اکٹھے ہو کر اس کا جواب الجواب نہیں دے سکتے۔"

(۸) جناب ڈاکٹر سید محمود احمد شاہ صاحب دینہ (ضلع جہلم) لکھتے ہیں:۔ "سالوں سے رسالہ الفرقان کا مطالعہ کر رہا ہوں۔ بے شک یہ ثمراتِ جنت میں سے ایک ثمر ہے۔ رسالہ کے عیسائیت نمبر کی چھکار نے عیسائی دنیا کے بڑے بڑے جغادری مناظروں کو جواب لکھنے سے عاجز کر دیا۔ بالآخر کھسیانی بلی کی طرح قادیانیت نمبر لکھ کر اپنے عجز پر مہر تصدیق ثبت کر دی۔ مولانا عزیز الرحمٰن صاحب فاضل منگلا کے مرتبہ مضامین بھی تبلیغ میں بہت امداد دیتے ہیں۔ فجزاکم اللہ احسن الجزاء۔"

(۹) جناب چوہدری محمد بشیر صاحب زیروی بی اے لاہور تحریر کرتے ہیں:۔ "الفرقان کا قمر الانبیاء نمبر پڑھا۔ ماشاء اللہ خوب ہے۔ بعض باتیں تو ایسی انمول موتی ہیں کہ زندگیوں کی کایا پلٹنے کے لئے ایک ہی کافی ہے۔
آپ نے قمر الانبیاء نمبر نکال کر بہت ہی ثواب کا کام کیا ہے۔ اور میں تو سمجھتا ہوں کہ حضرت میاں صاحب کی دینی خدمات اس قدر ہیں کہ الفرقان کا ہر سال ستمبر کا پرچہ قمر الانبیاء نمبر ہی ہو تو تربیتی لحاظ سے بھی یہ بہت مفید ہوگا۔ اور پاک وجودوں کی زندگیوں کی روشنی سے آنے والی نسلیں بھی منور ہو سکیں گی۔"

(۱۰) جناب مولوی محمد اسمٰعیل صاحب منیر فاضل تحریر کرتے ہیں
"آپ کی تحریک بابت قمر الانبیاء نمبر ملی۔ واقعی یہ نمبر اتنا دلچسپ ہے کہ ہزاروں لاکھوں کی تعداد میں تقسیم ہونا چاہیئے۔ خاکسار اس سلسلہ میں کوشاں ہے۔ مزید کے لئے کوشش کروں گا۔"

(۱۱) عزیز مکرم منظور احمد صاحب بی اے تعلیم الاسلام کالج تحریر فرماتے ہیں:۔ "الفرقان کا "قمر الانبیاء نمبر" ابھی ابھی ملا۔ بڑی بیقراری سے اٹھایا۔ حضرت میاں صاحبؓ کی شبیہ مبارک پر نظر پڑتے ہی ایک دفعہ پھر آنجناب کا دلکش حسن آنکھوں کے سامنے آگیا۔ حضرت میاں صاحبؓ کی زندگی کا یہ مجموعہ خوبصورت موتیوں کی ایک مالا نظر آرہی تھی۔ ایک ہی نشست میں ختم کر دیا۔ اب طبیعت اداس سی ہے۔ اور میاں صاحب بہت ..
یاد آرہے ہیں۔ آپ کا یہ نمبر ہر لحاظ سے کامیاب کوشش ہے۔ اور بہترین انتخاب کا مرقع خصوصاً ثاقب زیروی صاحب کے مضمون نے تو رُلا دیا۔"

جماعت احمدیہ کے نزدیک بیت اللہ کا حج دائمی فرض ہے

جناح اسلامیہ کالج سیالکوٹ کے پروفیسر صاحب کی غلط بیانی

عام طور پر کالجوں کے پروفیسر صاحبان کے متعلق یہ خیال ہوتا ہے کہ وہ حقیقت پسند اور علم دوست لوگ ہیں مگر بعض پروفیسر اپنے تعصب اور عناد کے باعث اس خیال کو غلط ثابت کرنے پر کمر بستہ نظر آتے ہیں۔ جناح اسلامیہ کالج سیالکوٹ کا میگزین شہاب بابت ۱۹۶۴ء ہمارے سامنے ہے۔ پروفیسر عبدالسلام صاحب فاروقی ایم۔اے "لمحۂ فکریہ" کے زیر عنوان لکھتے ہیں کہ:۔

"حج کے بارے میں کئی لیڈر قسم کے لوگ گوہر افشانیاں کر چکے ہیں کہ اس سے قوم کا لاکھوں بلکہ کروڑوں روپیہ ضائع ہوتا ہے۔ حج کے متعلق مرزا صاحب قادیانی کا بیان ہے۔ "کہ مکہ اور مدینہ کی چھاتیوں کا دودھ سوکھ گیا ہے۔ اب وہاں جانے کی کوئی ضرورت نہیں اب قادیان کا سالانہ جلسہ ہی ظلی طور پر حج ہے" (اخبار الفضل یکم دسمبر ۱۹۳۲ء) جواب ہندوستان کی تو بردستی سے ربوہ میں منتقل ہو گیا ہے۔" (مجلہ شہاب ۶۴ء صفحہ ۱۱)

ناظرین حیران ہونگے کہ پروفیسر صاحب نے بلاوجہ اور سراسر غلط طور پر حضرت مرزا صاحب علیہ السلام کی طرف یہ بات منسوب کر دی ہے کہ اب حج کیلئے مکہ جانے کی ضرورت نہیں حالانکہ اول تو حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ علیہ السلام نے نہایت صراحت کے ساتھ اپنی جماعت کو حکم دیا ہے کہ:۔

"ہر ایک جو زکوٰۃ کے لائق ہے وہ زکوٰۃ دے اور جس پر حج فرض ہو چکا ہے اور کوئی مانع نہیں وہ حج کرے۔" (کشتی نوح زیر تعلیم)

پھر فرماتے ہیں:۔ "ہم ایمان لاتے ہیں کہ جو شخص اس شریعت اسلام میں سے ایک ذرہ کم کرے یا ایک ذرہ زیادہ کرے یا ترکِ فرائض اور اباحت کی بنیاد ڈالے وہ بے ایمان اور اسلام سے برگشتہ ہے۔۔۔ صوم اور صلوٰۃ اور زکوٰۃ اور حج اور خدا تعالیٰ اور اس کے رسول کے مقرر کردہ تمام فرائض کو فرائض سمجھ کر اور تمام منہیات کو منہیات سمجھ کر ٹھیک ٹھیک اسلام پر کاربند ہوں۔" (ایام الصلح صفحہ ۸۶)

پروفیسر صاحب نے الفضل یکم دسمبر ۱۹۳۲ء کا حوالہ دیا ہے اول تو اس میں حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کا کوئی حوالہ حج کے بارہ میں مذکور نہیں۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی تقریر کا جو اقتباس ہے اس میں بھی حج کی کوئی ممانعت نہیں۔ بلکہ حج کی دائمی فرضیت کا صریح الفاظ میں اعلان ہے فرمایا:۔ "حج کی عبادت کا حصہ تو بے شک باقی ہے اور وہ رہتی دنیا تک باقی رہے گا۔ جس طرح نماز کا فریضہ ہے"۔ (الفضل یکم دسمبر ۳۲ء)

ہاں یہ درست ہے اس تقریر میں حضور نے تبلیغ اسلام کی اس منظم جدوجہد کیلئے جو اوائل اسلام میں موجود تھی اس وقت مکہ میں کسی تبلیغی جماعت کے موجود نہ ہونے کا ذکر فرمایا ہے۔ جو در حقیقت حج کا بڑا روحانی مقصد ہے اس بناء پر آپ نے احباب جماعت کو توجہ دلائی ہے کہ وہ سالانہ جلسہ میں بھی شمولیت اختیار کر کے روحانی فائدہ حاصل کریں۔ صاحب استطاعت حج کیلئے بھی ضرور جائیں لیکن جو وہاں جانے سے معذور ہوں ان کے روحانی فائدہ کیلئے جلسہ سالانہ کا موقع بھی ایک نعمت ہے۔ کیا پروفیسر صاحب اپنی غلط بیانی پر اظہارِ افسوس فرمائیں گے؟

الفرقان کے خاص معاونین کے لئے تحریکِ دعا

مندرجہ ذیل بزرگوں اور احباب نے الفرقان کی دس سالہ خریداری منظور فرما کر امداد فرمائی ہے احباب بھی ان کے لئے دعا فرمائیں۔ جزاھم اللہ احسن الجزاء۔ (ایڈیٹر)

ربوہ دار الہجرت

- سیدی حضرت مرزا بشیر احمد صاحب رضی اللہ عنہ
- حضرت صاحبزادہ مرزا ناصر احمد صاحب
- حضرت مولانا غلام رسول صاحب راجیکی رضی اللہ عنہ
- حضرت چوہدری محمد ظفر اللہ خان صاحب
- حضرت مولوی قدرت اللہ صاحب سنوری
- حضرت قاضی محمد عبد اللہ صاحب بھٹی
- جناب چوہدری محمد شریف صاحب خالد ایم۔ اے
- جناب رفیق احمد صاحب ثاقب ایم۔ ایس۔ سی
- جناب چوہدری محمد لطیف صاحب ایم۔ اے غانا
- جناب چوہدری محمد یحییٰ حسن صاحب باجوہ
- جناب ڈاکٹر محمد جی صاحب ہیلتھ آفیسر
- جناب قریشی عبد الرشید صاحب بی۔ اے ایل ایل بی
- جناب سید ولی اللہ شاہ صاحب سابق مبلغ افریقہ

قادیان دار الامان

- حضرت مولوی عبد الرحمٰن صاحب امیر جماعت
- جناب صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب
- جناب مولوی برکات احمد صاحب راجیکی مرحوم
- جناب چوہدری سعید احمد صاحب بی۔ اے
- جناب چوہدری محمد عبد اللہ صاحب
- جناب ماسٹر محمد ابراہیم صاحب
- جناب سید شہامت علی صاحب سابقہ رتن
- جناب حافظ سخاوت علی صاحب شاہجہانپوری
- جناب مسعود احمد صاحب انیس
- جناب ڈاکٹر بشیر احمد صاحب آئی سپیشلسٹ
- جناب ڈاکٹر عطر دین صاحب
- جناب حکیم چوہدری بدر دین صاحب عامل
- جناب چوہدری منور علی صاحب فوٹو گرافر
- جناب عبید الرحمٰن صاحب فانی
- جناب چوہدری عبد القدیر صاحب

ضلع جھنگ

- جناب میاں بشیر احمد صاحب امیر جماعت
- جناب ملک محمد حیات صاحب نسو آنہ
- جناب چوہدری عبد الحلیم خاں صاحب فاضل
- جناب حافظ مبارک علی خان صاحب واصل

وزیر احمد علی خان صاحب چنیوٹ

ضلع سرگودھا

- جناب مرزا عبد الحق صاحب ایڈووکیٹ امیر جماعت
- جناب حافظ ڈاکٹر مسعود احمد صاحب
- جناب چوہدری جلال الدین صاحب چک جنوبی
- جناب شیخ محمد اقبال صاحب پراچہ
- جناب شیخ عبد الرحمٰن صاحب آڑھتی
- جناب میجر شمیم احمد صاحب جوہر آباد

ضلع لاہور

- جناب چوہدری اسد اللہ خان صاحب امیر جماعت
- جناب شیخ بشیر احمد صاحب سابق جج ہائیکورٹ
- جناب چوہدری محمد شفیع صاحب کمیشن ایجنٹ پتوکی
- جناب خواجہ محمد شریف صاحب برانڈرتھ روڈ
- جناب امیر الدین صاحب رتن باغ
- جناب ڈاکٹر اعجاز الحق صاحب
- جناب چوہدری فتح محمد صاحب لاہور ریکے ٹرانسپورٹ
- جناب محمد ابراہیم صاحب یامن ریڈیو سروس
- جناب چوہدری اعجاز نصر اللہ خان صاحب ایڈووکیٹ
- جناب چوہدری نور احمد خان صاحب گوالمنڈی
- جناب سراج الدین صاحب نسبت روڈ
- جناب چوہدری عبد الحکیم خان صاحب میکلوڈ روڈ
- جناب سردار بشیر احمد صاحب ایس۔ ڈی او
- جناب قریشی محمود احمد صاحب ایڈووکیٹ
- جناب چوہدری عبد الحمید صاحب ماڈل ٹاؤن
- جناب ڈاکٹر محمد عبد الحق صاحب ایم بی بی ایس
- جناب ملک عبد اللطیف صاحب ستکوہی
- جناب حافظ عبد الکریم صاحب فضل
- جناب محمد عثمان صاحب بکشی مینشن
- جناب ایس۔ یو۔ شیخ صاحب کوثر مینیجنگ ڈائریکٹر کوثر کمپنی لمیٹڈ
- جناب حکیم سراج الدین صاحب بھاٹی گیٹ
- جناب ڈاکٹر احسان علی صاحب میکلوڈ روڈ
- جناب مسٹر اے بھٹی صاحب مال روڈ
- جناب شیخ بشیر احمد فضل احمد صاحبان سمن آباد
- جناب رشید احمد صاحب ملک
- جناب صاحبزادہ مرزا منیر احمد صاحب
- جناب خانصاحب میاں محمد یوسف صاحب
- جناب مرزا عبد الرحمٰن صاحب ناصر مرحوم
- جناب شیخ محمد شریف صاحب سمن آباد
- جناب ماسٹر حسن دین صاحب راوی پارک
- جناب چوہدری فضل الرحمٰن صاحب مال روڈ
- جناب شیخ بشیر احمد صاحب ٹھیکیدار
- جناب چوہدری عزیز احمد صاحب ریٹائرڈ جج
- جناب عبد الرشید صاحب افریقی جسونت بلڈنگ
- جناب چوہدری منور لطف اللہ خان صاحب ایڈووکیٹ
- جناب حضرت اللہ پاشا صاحب ایم۔ اے
- جناب خواجہ امیر بخش صاحب آف آسٹریلیا
- جناب چوہدری منور احمد صاحب مال روڈ

راولپنڈی

- جناب سیٹھ محمد اسمٰعیل صاحب چھاؤنی
- جناب شیخ غلام حیدر صاحب کالج روڈ
- جناب صوفی محمد شفیع صاحب صدر
- جناب چوہدری میجر عزیز احمد صاحب

- جناب کیپٹن اے۔ بی۔ زبیدہ احمد صاحب
- محترمہ بیگم صاحبہ جناب میاں حیات محمد صاحب
- جناب کیپٹن محمد اسحق صاحب مری روڈ
- جناب محمد یونس صاحب فاروق سٹیلائٹ ٹاؤن
- جناب رفیق احمد صاحب دہلوی نیا محلہ
- جناب محی الدین صاحب بابا بارڈا روڈ
- جناب سید مقبول احمد صاحب ڈلہوزی روڈ
- جناب سید منظور علی صاحب سٹیلائٹ ٹاؤن
- جناب ملک مظفر احمد صاحب کالج روڈ
- جناب ایم۔ اے غنی صاحب بی۔ اے
- جناب ماسٹر عبدالرحمن صاحب خاکی بی۔ اے
- جناب قاضی بشیر احمد صاحب بھٹی
- جناب قاضی عبدالسلام صاحب بھٹی آف نیروبی
- جناب چوہدری بشیر احمد صاحب ایڈووکیٹ
- جناب صاحبزادہ مرزا مظفر احمد صاحب

ضلع ملتان

- جناب ملک عمر علی احمد صاحب مرحوم
- جناب ڈاکٹر عبدالکریم صاحب
- جناب پیر نصیر احمد صاحب ریڈیو فورمین
- جناب چوہدری عبدالحفیظ صاحب ایڈووکیٹ
- جناب ماسٹر نواب دین صاحب ایم۔ اے۔
- جناب ڈاکٹر رفیق احمد صاحب ایم بی بی ایس بوریوالہ
- جناب شیخ محمد اسلم محمد سلیم صاحبان کمیشن ایجنٹ
- جناب شیخ محمد منیر صاحب احمد۔ دنیاپور
- جناب چوہدری منور احمد خان صاحب حرم گیٹ
- جناب چوہدری محمد اکرام اللہ صاحب ادیگار ریڈیو کمپنی
- جناب حکیم انور حسین محمود احمد صاحبان دواخانہ دارالشفاء خانیوال
- جناب سیٹھ اللہ جوایا صاحب حسین آگاہی
- جناب چوہدری عبداللطیف صاحب
- جناب بشارت احمد صاحب باجوہ اوورسیر
- جناب چوہدری شریف احمد، ولی محمد صاحبان خانیوال
- جناب شیخ عبدالغفور صاحب پٹواری نہر

ضلع شیخوپورہ

- جناب چوہدری انور حسین صاحب ایڈووکیٹ
- جناب شیخ محمد بشیر صاحب آزاد انبالوی راشن ڈیلر منڈی مریدکے۔
- جناب حافظ عبدالواحد صاحب ایم۔ اے بی ٹی
- جناب ڈاکٹر عمرالدین صاحب زون ملیریا آفیسر

ضلع گوجرانوالہ

- جناب عبدالرحمن صاحب صابر مینیجر سنگر مشین کمپنی
- جناب میاں برکت علی، غلام احمد صاحبان وزیرآباد۔
- جناب چوہدری محمد شریف صاحب فیروزوالہ
- جناب میاں محمد شریف صاحب باغبانپورہ
- جناب چوہدری عبدالحمید صاحب نخانہ بازار
- جناب ڈاکٹر محمد عبداللہ صاحب گورا وزیرآباد
- جناب چوہدری مقبول احمد صاحب انسپکٹر ریلوے
- جناب سید سجاد حیدر صاحب قانونگو (ربوہ)
- جناب مولوی محمد ابراہیم صاحب اینڈ برادرز وزیرآباد
- جناب میاں محمد خاں، اکبر علی صاحبان وزیرآباد
- جناب میاں عنایت اللہ صاحب فاروقی نظام آباد۔
- جناب ملک منظور احمد صاحب لاہوری گیٹ وزیرآباد۔
- جناب میاں قمرالدین صاحب گھکھڑ مرحوم گوجرانوالہ
- جناب چوہدری پیر محمد صاحب ہیڈ کلرک
- جناب چوہدری عزیز اللہ خان صاحب

ضلع جہلم

- جناب سیٹھی خلیل الرحمن صاحب مشین محلہ
- جناب سیٹھی عبدالحق صاحب مین بازار
- جناب حوالدار مبارک احمد صاحب چکوال

ضلع گجرات

- جناب چوہدری بشیر احمد صاحب ایڈووکیٹ امیر جماعت احمدیہ گجرات۔
- جناب چوہدری عبدالمالک صاحب شاہ کھاریاں
- محترمہ بیگم صاحبہ جناب سید عبدالعزیز شاہ صاحب منڈی بہاؤالدین
- جناب مرزا اصغر جنگ ہمایوں صاحب ملکوال

ضلع سیالکوٹ

- جناب چوہدری نذیر احمد صاحب باجوہ ایڈووکیٹ
- تعلیم الاسلام کالج گھٹیالیاں بذریعہ جناب ابو قاسم الدین صاحب امیر جماعت احمدیہ
- جناب حکیم سید بشیر احمد شاہ صاحب
- جناب چوہدری عبدالستار صاحب درگانوالی
- جناب محمد علی صاحب ڈسپنسر کوٹ نیناں
- جناب میاں سلطان احمد خان صاحب منڈیکے گورایہ
- جناب چوہدری غلام حسین صاحب گوہدپور
- جناب خواجہ عبدالرحمن صاحب ٹھیکیدار
- جناب چوہدری خالد سیف اللہ خان صاحب
- جناب میجر چوہدری شریف احمد صاحب باجوہ
- جناب رانا عبدالحمید خان صاحب کنجروڑ

کوئٹہ

- جناب شیخ محمد حنیف صاحب امیر جماعت احمدیہ
- جناب شیخ کریم بخش صاحب مرحوم
- جناب شیخ محمد اقبال صاحب جناح روڈ
- جناب شیخ عبدالاحد صاحب تاجر
- مجلس خدام الاحمدیہ شارع فاطمہ جناح
- جناب الحاج خلیفہ عبدالرحمن صاحب
- جناب ماسٹر عبدالکریم صاحب
- جناب محمد عبدالحق صاحب جنجوعہ میڈیکل ہال
- احمدیہ پبلک لائبریری شارع فاطمہ جناح
- جناب خان عبدالوحید خان صاحب
- جناب ڈاکٹر عبدالسمیع صاحب ڈی۔ ایچ۔ پی
- جناب ڈاکٹر میجر سراج الحق خان صاحب

- جناب سید قربان حسین شاہ صاحب
- جناب چوہدری محمود احمد صاحب
- جناب عطاء الحق خان صاحب منصفی روڈ

اضلاع سابق صوبہ سندھ

- جناب چوہدری سلطان علی صاحب محراب پور
- جناب نصیر احمد خان صاحب ناصر خانپور
- جناب حاجی عبدالرحمٰن صاحب رئیس باندھی
- جناب محمد عبداللہ صاحب " "
- جناب علاؤ الدین صاحب گوٹھ علاؤ الدین
- جناب چوہدری عطاء محمد صاحب گوٹھ امام بخش
- جناب چوہدری غلام نبی صاحب .
- جناب چوہدری محمد عبداللہ صاحب
- جناب چوہدری برکت علی صاحب گوٹھ سردار محمد پنجابی
- جناب حاجی کریم بخش صاحب گوٹھ قمر آباد
- جناب ڈاکٹر فقیر محمد صاحب
- جناب رئیس عبدالحمید صاحب باندھی
- جناب ڈاکٹر عبدالقدوس صاحب نواب شاہ
- جناب سیٹھ محمد دین صاحب مرحوم
- جناب چوہدری صادق احمد صاحب دریا خاں مری
- جناب چوہدری ظفر اللہ خان صاحب پریذیڈنٹ نواب شاہ
- جناب چوہدری ننھے خاں صاحب
- جناب ڈاکٹر عبدالرحمٰن صاحب صدیقی امیر جماعت احمدیہ میرپور خاص
- جناب چوہدری غلام رسول صاحب
- جناب بابو عبدالغفار صاحب حیدر آباد
- مجلس خدام احمدیہ گوٹھ جمال پور
- جناب چوہدری شاہ دین صاحب گوٹھ شاہ دین۔
- جناب فضل الرحمٰن خان صاحب زیل پاک سیمنٹ فیکٹری حیدر آباد
- جناب ڈاکٹر عبدالرحیم صاحب رحیم آباد
- جناب چوہدری فضل احمد صاحب پریذیڈنٹ جماعت رحیم یار خان
- جناب حاجی قمر الدین صاحب گوٹھ قمر آباد
- جناب چوہدری شریف احمد صاحب کونڈی
- جناب مولوی عبدالحق صاحب "
- جناب چوہدری رحمت اللہ صاحب ڈیرہ نواب شاہ
- جناب چوہدری محمد اکرام صاحب شاہ لطیف آباد

بہاولپور

- جناب عزیز محمد خان صاحب بہاول پور
- جناب مولوی غلام نبی صاحب ایاز
- جناب چوہدری غلام احمد صاحب اشرف

کراچی

- جناب شیخ رحمت اللہ صاحب امیر جماعت احمدیہ
- جناب سردار محمد بشیر احمد صاحب ایڈووکیٹ
- جناب ملک مبارک احمد صاحب
- جناب ڈاکٹر عبدالرحمٰن صاحب کاٹھی والے
- جناب چوہدری غلام احمد صاحب فردوس کالونی
- جناب چوہدری بشیر احمد صاحب منیر
- جناب میاں عطاء الرحمٰن صاحب طاہر
- محترمہ والدہ صاحبہ شیخ محمد رفیق صاحب ایشوا فریقن کمپنی کراچی۔
- جناب حافظ عبدالغفور صاحب ناصر
- جناب چوہدری محمد خالد صاحب
- جناب چوہدری مسعود احمد صاحب خورشید
- جناب شیخ عبدالحفیظ صاحب ۳۰ مارکیٹ روڈ
- جناب محمد شریف صاحب چغتائی
- محترمہ انور سلطانہ صاحبہ بیگم ایم۔ اے رشید صاحب
- جناب عبدالرزاق صاحب مہتہ
- جناب عبدالقاسم صاحب بنگالی
- جناب قاضی محمد اسلم صاحب ایم۔ اے لاہور
- جناب مولوی صدر الدین احمد صاحب
- محترمہ حمیدہ بیگم اہلیہ مولوی صدر الدین احمد صاحب
- جناب میجر محمد عبداللہ صاحب مہار
- جناب ملک رشید احمد صاحب بندر روڈ
- جناب چوہدری محمد اسمٰعیل صاحب
- جناب چوہدری شاہنواز خان صاحب شاہ نواز لمیٹڈ۔
- جناب چوہدری اکمل مختار صاحب المختار لمیٹڈ
- جناب چوہدری آفتاب احمد خان صاحب کوارٹر روڈ
- جناب چوہدری احمد جان صاحب اکبر منزل
- جناب میجر عبداللطیف صاحب مالیر کینٹ
- جناب چوہدری شریف احمد صاحب ڈرائج
- جناب عبدالرحیم صاحب مدہوش مارٹن روڈ
- جناب مولوی عبدالمجید صاحب بلوچ نائب امیر جماعت
- جناب بشیر احمد صاحب ڈرائیور
- جناب حاجی شیخ رشید احمد صاحب
- جناب مرزا محمد رفیق صاحب چغتائی ناظم آباد
- جناب مرزا عبدالوحید صاحب لیاری کوارٹرز
- محترمہ انور بیگم صاحبہ اہلیہ فضل حق خان صاحب
- جناب ملک منیر احمد صاحب قیصر سینما
- جناب سعید احمد خان صاحب

بہاولنگر

- جناب چوہدری غلام مصطفےٰ احمد الدین صاحبان چک $\frac{184}{7\text{-R}}$
- جناب چوہدری غلام نبی صاحب گرداور سوڈی بستی۔
- جناب چوہدری غلام قادر صاحب کمیشن ایجنٹ
- جناب چوہدری علم الدین صاحب " ہارون آباد۔
- جناب مولوی محمد شفیع صاحب دکاندار چک $\frac{166}{7\text{-R}}$
- جناب چوہدری بشیر احمد صاحب چک $\frac{103}{6\text{-R}}$
- جناب چوہدری عبدالعزیز صاحب باجوہ ہارون آباد

پشاور

- جناب محمد سعید احمد صاحب نشتر آباد
- جناب الحاج نوابزادہ محمد امین خان صاحب بنوں
- جناب مولوی خلیل الرحمٰن صاحب فاضل پشاور

لائلپور

• جناب صاحبزادہ مرزا حفیظ احمد صاحب
• جناب مبارک علی صاحب راجباہ روڈ
• جناب مولوی برکت علی صاحب لائق لدھیانوی مرحوم جڑانوالہ
• جناب شیخ الحاج عبد اللطیف صاحب
• جناب رانا محمد نعیم صاحب ولد رانا چراغ دین صاحب چک ۲۹۴ گ۔ ب۔

دیگر اضلاع

• جناب چوہدری محمد شریف صاحب امیر جماعت منٹگمری
• جناب ملک محمد مستقیم صاحب ایڈوکیٹ "
• جناب شیخ محمد صاحب سکول رینالہ اسٹیٹ
• جناب سید بشیر احمد شاہ صاحب مانسہرہ
• جناب سردار امیر محمد خان صاحب قیصرانی
• جناب مختار احمد صاحب بٹ کوٹلی
• جناب محمد منظور احمد صاحب ایڈوکیٹ کوٹلی
• جناب محمد لطیف صاحب دکاندار "
• جناب سید حسین شاہ صاحب
• جناب قاضی برکت اللہ صاحب ایم۔ اے سابق پروفیسر گورنمنٹ کالج میرپور آزاد کشمیر
• جناب ڈاکٹر مرزا عبد الرؤف صاحب کیمبل پور
• جناب میجر حمید احمد صاحب کلیم میرپور آزاد کشمیر۔

مشرقی پاکستان

• جناب مولوی ابو الصلاح محمد صاحب بی اے
امیر جماعت احمدیہ مشرقی پاکستان
• جناب ایس۔ ایم حسن صاحب ڈھاکہ
• جناب قاضی خلیل الرحمن صاحب خادم بخشی بازار روڈ
• جناب محمد سلیمان صاحب ڈھاکہ
• جناب مولوی ابو الخیر محب اللہ صاحب محمود نگر
• جناب صاحبزادہ مرزا ظفر احمد صاحب ڈھاکہ
• جناب ڈاکٹر عبد الصمد صاحب ڈی پی۔ ایچ نارائن گنج۔
• جناب شیخ عبد الحمید صاحب ڈھاکہ
• جناب چوہدری سیف اللہ خان صاحب سیفی
• جناب ملا محمد فضل کریم صاحب
• جناب چوہدری نور احمد صاحب کاہلوں نارائن گنج
• جناب چوہدری عزیز احمد صاحب شاہنواز لمیٹڈ ڈھاکہ
• جناب ملک محمد طفیل صاحب ڈھاکہ
• جناب محمد حبیب اللہ صاحب نارائن گنج
• جناب شیخ ظفر احمد صاحب میاں اینڈ کمپنی ڈھاکہ
• جناب سید میجر ضیاء الحسن صاحب چٹاگانگ
• جناب چوہدری احسان اللہ صاحب "
• جناب میاں محمد انور/ ڈاکٹر محمد شفیق صاحبان چٹاگانگ
• جناب احمد علاؤ الدین صاحب چٹاگانگ
• محترمہ محمودہ بیگم صاحبہ "
• جناب محمد اسحٰق صاحب قریشی "
• جناب سید سہیل احمد صاحب ڈپٹی ڈائریکٹر ڈھاکہ

بھارت

• جناب مولانا محمد سلیم صاحب کلکتہ
• جناب مولانا بشیر احمد صاحب امیر جماعت احمدیہ کلکتہ
• جناب میاں محمد حسین صاحب "
• جناب فضل احمد صاحب سپرنٹنڈنٹ پٹنہ
• جناب کمال الدین صاحب مدراس
• جناب محمد عبد اللہ صاحب بی۔ ایس۔ سی ایل ایل بی حیدرآباد
• جناب مولوی سراج الحق صاحب حیدرآباد دکن
• جناب صدیق امیر علی صاحب مالابار
• جناب میاں محمد عمر صاحب پنجاب ہاؤس کلکتہ
• جناب میاں محمد بشیر صاحب سونگڑہ "
• جناب سیٹھ محمد الیاس صاحب حیدرآباد دکن
• جناب مولوی محمد شمس الدین صاحب کلکتہ
• جناب سیٹھ معین الدین صاحب چنتہ کنٹہ
• جناب بابو تاج دین صاحب سرینگر
• جناب سید بشیر الدین صاحب کلکتہ
• جناب سیٹھ محمد صدیق صاحب "
• جناب محمد مجید صاحب مولیجہ کانپور
• جناب محمد عبد الغنی صاحب چنتہ کنٹہ

لنڈن

• جناب چوہدری عبد الرحمن خان صاحب مولوی فاضل
• جناب خان بشیر احمد صاحب رفیق نائب امام مسجد لنڈن

دیگر ممالک

• جناب صالح الشیبی الہندی صاحب سورابایا۔ انڈونیشیا
• محترمہ امۃ النصیر صاحبہ اہلیہ مکرم صالح الشیبی صاحب
• جناب چوہدری نذیر احمد صاحب ایم۔ ایس سی کماسی۔ غانا
• جناب مرزا ناظم خان صاحب غوری مشرقی افریقہ
• جناب افتخار احمد صاحب ایاز بکوبہ
• جناب ایم اے ظفر صاحب ایم۔ اے۔ بی۔ ایس تمابورہ۔ ٹانگانیکا۔
• جناب مولانا محمد اسمٰعیل صاحب منیر روزہل۔ ماریشس حال ربوہ
• جناب چوہدری عبد الستار صاحب کویت
• جناب ایم۔ اے ہاشمی صاحب "
• جناب سید عبد الرحمن صاحب امریکہ
• احمدیہ مسلم مشن نائیجیریا
• جناب حکیم طاہر محمد صاحب سنگاپور
• جناب عبد الغفور جمن بخش صاحب امریکہ
• جناب عبد العزیز جمن بخش صاحب امریکہ
• جناب ایم۔ ڈی ایم صاحب نیروبی ایسٹ افریقہ
• جناب ڈاکٹر ایس۔ اے لطیف صاحب [illegible]

(طابع وناشر:- ابوالعطاء جالندھری ؛ مطبع :- ضیاء الاسلام پریس ربوہ ؛ مقام اشاعت :- دفتر الفرقان ربوہ ضلع جھنگ)

تردید عیسائیت

کے سلسلہ میں اِن کتب کا مطالعہ آپ کے لئے بے حد مفید ثابت ہوگا:-

- **مباحثۂ مصر** قیمت ۶۲.
(عیسائیت کے بنیادی عقائد پر جناب مولانا ابوالعطاء صاحب مبشر اسلامی اور مشہور عیسائی پادری ڈاکٹر فلپس کے مابین فیصلہ کن مباحثہ -)

- **تحریری مناظرہ** قیمت ۱.۵۰
(الوہیت مسیح کے بارہ میں جناب مولانا ابوالعطاء صاحب فاضل اور مشہور عیسائی پادری عبدالحق صاحب کے درمیان تحریری مناظرہ - جس میں دو پرچے لکھے جانے کے بعد پادری صاحب نے مزید کچھ لکھنے سے انکار کر دیا -)

- **الفرقان کا عیسائیت نمبر** قیمت ۱.۲۵
(عیسائیت کے مختلف عقائد پر اہلِ قلم حضرات کے تحقیقی مقالات کا نادر مجموعہ -)

- **مباحثۂ مصر کا انگریزی ترجمہ** قیمت ۱.۲۵

سلسلہ عالیہ احمدیہ کی جملہ کتب ہمارے مکتبہ سے مل سکتی ہیں
فہرست کتب مفت طلب فرمائیں !

مکتبۃ الفرقان۔ ربوہ

کتاب تفہیمات ربانیہ کا نیا ایڈیشن شائع ہو رہا ہے

کتاب تفہیمات ربانیہ دسمبر ۱۹۳۰ء میں شائع ہوئی تھی ۔ اس میں مخالفین کی مشہور کتاب عشرۂ کاملہ کا جواب دیا گیا تھا۔ جس طرح عشرۂ کاملہ مخالفین کے اعتراضات کا مجموعہ ہے اسی طرح تفہیمات ربانیہ احمدیہ جوابات کا تسلی بخش مجموعہ ہے۔ ہر اعتراض کے متعدد جوابات دیئے گئے ہیں۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ نے جلسہ سالانہ ۱۹۳۰ء کی تقریر میں فرمایا تھا کہ:۔

"اس کا نام میں نے ہی تفہیمات ربانیہ رکھا ہے۔ (طباعت سے پہلے) اس کا ایک حصہ میں نے پڑھا ہے جو بہت اچھا تھا۔ اس کتاب کیلئے کئی سال سے مطالبہ ہو رہا تھا۔ کئی دوستوں نے بتایا کہ عشرۂ کاملہ میں ایسا مواد ہے کہ جس کا جواب ضروری ہے۔ اب خدا کے فضل سے اس کے جواب میں اعلیٰ لٹریچر تیار ہوا ہے۔ دوستوں کو اس سے فائدہ اٹھانا چاہیئے اور اس کی اشاعت کرنی چاہیئے۔"

(الفضل ۱۲ر جنوری ۱۹۳۱ء)

احباب یہ پڑھ کر خوش ہوں گے کہ تفہیمات ربانیہ پھر طبع ہو رہی ہے۔ بہت سے دوستوں نے اس کی ضرورت کو شدت سے محسوس کیا ہے۔ نظر ثانی میں بہت سے نئے حوالے بھی شامل ہوئے ہیں اور مخالفین کے نئے اعتراضات کے جوابات بھی درج کئے جا رہے ہیں۔ انشاء اللہ العزیز اب اس کی افادیت میں اور بھی اضافہ ہو جائے گا۔ حجم آٹھ صد (۸۰۰) صفحات ہو جائیگا۔ سفید کاغذ پر طبع ہوگی اور مجلد ہوگی۔ اس وقت تک تین صد کاپیاں ریزرو ہو چکی ہیں۔ کتاب محدود تعداد میں طبع ہوگی۔ اسلئے دوست اپنی مطلوبہ تعداد سے جلد آگاہ فرماویں۔ مجلد سفید کاغذ کی قیمت گیارہ روپے اور مجلد اخباری کاغذ کی قیمت آٹھ روپے ہوگی۔ پیشگی قیمت بھجوانے والوں سے ایک روپیہ کم لیا جائیگا۔ آخر اگست ۱۹۶۴ء تک آنیوالی رقوم پیشگی قیمت تصور ہونگی۔

نوٹ ۔ رقوم مینیجر صاحب مکتبۃ الفرقان ربوہ کے نام بھجوائی جائیں۔ ہر کتاب کے متعلق ہر قسم کی خط و کتابت مجھ سے تحریر فرمائیں۔ جزاکم اللہ خیراً۔

خاکسار

ابو العطاء جالندھری

ایڈیٹر الفرقان ربوہ